100 / 28 old books

DATE LABEL

Call No. ________ Date ________

Acc. No. ________

UNIVERSITY OF KASH[MIR]

LIBRARY

This book should be returned on [or before] the last date stamped above. An over-due charg[e of ...] Paise will be levied for each day, if the boo[k is kept] beyond that date.

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان ششم شور صاحب

موسوم بہ

شور قیامت

در مطبع ہاشمی محمد سراج بسعی کما ینبغی زیور انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاد خدا نہو تو مزہ کیا حیات کا
بہتر ہے اس سی ذایقہ چکھنا ممات کا

گر بال بال اپنا بنے خامۂ بیان
دفتر رقم نہو سکے اوسکی صفات کا

مجھ تیرہ بخت کو وہ تجلی کہان نصیب
دونو مین فرق صاف ہی دن اور رات کا

لگتا نہین ہے دل جو یہان اب کسیطرح
نقشہ بگڑ گیا ہے کچھ اس کاینات کا

جن و بشر تو کیا کہ ملایک ہین گم شدہ
پایا کسیکو بہید نہ اوس پاک ذات کا

ہے اسطرف بہار تو ہی اوسطرف خزان
نقشہ ہے منقلب چمن بے ثبات کا

جو برگزیدہ اوسکا ہے کیا جانی قدر مرگ
وعدہ خلاف سے جو رہے دور خوب ہی

عیسیٰ مسیح کو ہے مزا کب وفات کا
انسان وہ کیا ہی جسکو نہو پاس بات کا

کیا شور تجکو روز قیامت کی فکر ہے
عیسیٰ مسیح حامی ہے تیری نجات کا

دبا دو خاک مین ہمکو عزیزو پیرہن کسکا
نکل کر روح جب مٹی رہی تا ہی اوسپر کفن کسکا

ملیگی وہ ہوا مین جائیگا یہہ خاک کی نیچے
کرو پھر غور دلمین روح کسکی اور تن کسکا

سبب اس آمد و شد کا ہوا معلوم یہہ ہمکو
مسافر خانہ ہی دنیا یہان اپنے وطن کسکا

ہوا دو دن کی کھا پو چھپا لو پلکو دم بھر
کوئی دنمین نہ دیکھو گے کہ گل کسکا چمن کسکا

ملایا خاک مین کیا کیا ہی اس نے نوجوانون کو
نہ رحم آیا کبھی اسکو یہہ ہی چرخ کہن کسکا

خدا کے سامنے تسبیح اور زنار یکسان ہین
ہے جائے غور اسمین شیخ کسکا برہمن کسکا

وہی ہشیار و بیخود دونو کا رازق عالم مین
بھلے ہشیاری کسکی اور برا دیوانہ پن کسکا

جو آیا عالم فانی مین جائیگا وہ پھر اکدن
خوشی کسکی کرین ہم اور یہان رنج و محن کسکا

کرین ہم شکر نعمت اپنے رازق کا کسی صورت
وہ لائین اب زبان ایشور کی لور دہن کسکا

دنیا یہ سرا ہے نہین کاشانہ کسیکا
شنکر کے جسے نیند بہی اوڑ جاے بشر کی

اس دہر خرابات مین دل کس سے لگاتے
جب دونو مین ہی یاد اوسی ایک خدا کی

انسان کی ہی جب آمد و شد روز ازل سے
ہر دانا و نادان ہی کام اپنے مین ہشیار

یہہ سلسلہ تا حشر نہین ہوئیگا مسدود
میخانہ سے خالی پھرے ہم آج صد افسوس

آج آنا کسی کا ہے تو کل جانا کسی کا
یارب نہو میرا سا ہی افسانہ کسی کا

اپنا نہ کسی کا ہے نہ بیگانہ کسی کا
پھر کعبہ کسیکا ہے نہ بتخانہ کسی کا

پھر جینا کسیکا ہے نہ مرجانا کسی کا
فرزانہ کسی کا ہے تو دیوانہ کسی کا

یہان آنا کسی کا ہی تو وہان جانا کسی کا
یون بھر کے چھلک جاے نہ پیمانہ کسی کا

دونو کا تعشق ہے یہ اک شب کا فقط شور
پھر کسکے سحر شمع نہ پروانہ کسی کا

ایکدن شور وطن کو تیرا جانا ہو گا
سیر گل کو چمن دہر مین آنکلے تہے

کسی اس زیست کا دم بھر ہی بھروسہ باقی
ہو گا جب نامۂ اعمال سے اثبات گناہ

اس سرا مین نہ کبہی پھر تجہے آنا ہو گا
یہہ نہ سمجہے تہے کہ گل سینہ پہ کھانا ہو گا

وقت جب آئیگا دم بھر مین روانہ ہو گا
جز اقرار کے کیا ہمسے بہانا ہو گا

جیتے جب تک رہی کیا کیا ہی خوشی مین گذری
یہہ نہ سمجھے تہے کہ رنج اسکا اوٹہانا ہوگا

شور دنیا بہی ہے بے شبہہ طلسمات عجیب
اسمین پہنس جائیگا گو کیسا ہی سیانا ہوگا

اشک اپنا بہی ہر اک موتی کا دانا ہوگا
ابر و اوسکی وہ جانیگا جو دانا ہوگا

آئے دنیا مین تھے ہم یاد خدا کی کرنے
یہہ نہ معلوم تہا یون عمر گنوانا ہوگا

وقت پیری کے یہہ سوچ آیا جوانی افسوس
جو کیا تیرے سبب وہ ہمین پانا ہوگا

خون دل لخت جگر روز ازل سی ہمین ملے
یعنی ہمکو یہی پینا یہی کہانا ہوگا

ہاتھ خالی یہان آئی تھے چلے پر عصیان
کیا خبر تہی یہہ مقدر مین خزانا ہوگا

تیر مژگان سے بہت ہمنے بچایا نہ بچا
کیا خبر تھی کہ یہہ دل اونکا نشانا ہوگا

در بدر پھرتا ہے اب شور لولا لیے عیسٰی
جز ترے در کے کہان اوسکا ٹہکانا ہوگا

آج میرے واسطے وہان حکم ہی تعذیر کا
ہے گران پر بازوئے نازک پہ صدمہ تیر کا

فرقت جانا نمین خون ہی ہوگیا اپنا سفید
چشم تر سے جو روان چشمہ ہے جوئی شیر کا

شکوہ مشکل ہوگیا کرنا خدا کے سامنے
پہیلا جب قصہ ہمارا اور بت بے پیر کا

بیٹھ جاتے ہین پکڑ کر دل کو زندان ہین بھی
جب اوٹھاتا شور ہے نالہ میری زنجیر کا

وہ بھی غوغا سنکے آے دیکھنے کو بام پر
تھا دل مضطر کا نقشہ نقش اک تسخیر کا

ناصح اور احباب اور ہمسایہ سب بیزار ہین
کیا اثر ظاہر ہوا ہے نالۂ شبگیر کا

یہ عجب شوق شہادت ہے کہ بسمل ہو گئی ہی
دمبدم بھرتا ہی دم زخمی تیری شمشیر کا

دیکھکر اوسکو خموشی سبکے موںھ پر چھا گئے
ہی غضب حیرت فزا عالم تیری تصویر کا

چھوتے ہی اوس زلف کو اک مار جھپر پڑ گئی
کیون نہ منت کش ہون اپنی آج اس تقصیر کا

اشک مژگان سے جو آے سرخرو کرکے شور
خون ہو کر بہ گیا شاید کہ پیکان تیر کا

یگانگت مین مغایرت کیا بگاڑ کیسا عتاب کیسا
ہوئی نہ تقصیر کچھ بھی مجھسے خطا کا پھر یہ خطاب کیسا

ملیگا کیونکر وہ اس سے آکر نہین ہے ملنے کی اوسکی مرضی
تڑپتا ناحق ہے دل یہ اپنا محل کے خانہ خراب کیسا

مے محبت سے مست ہون مین جگر بھی جلکر گزک بنا ہے
ہوس نہین ہے کچھ اور ساقی شراب کیسی کباب کیسا

ہا نہ ہوش آیا نہ پائی مہلت گئے جوانی اور آئی پیری
یہہ ایک دو دن کی غفلتون مین گذر گیا ہی شباب کیسا

جو کچہہ ہے پیش نگاہ اپنے قیام اسکو نہین ہے دم بھر
کھلے ہین آنکھین ہماری گرچہ مگر یہہ عالم ہے خواب کیسا

بروز محشر کہوگے کیا کچہہ کیا ہے کیا کیا نہ بیخودی مین
جھکے گا بار گناہ سے سر سوال کا دہان جواب کیسا

ہے بند جسکے کہ چشم حق بین وہ دیکھ پاوے بہلا کدہر سے
اوسے خبر تک نہین ہے اسکی ثواب کیسا عذاب کیسا

کیا جو سر کو بلند اوسنے ہوا یہہ کیسے دماغ مین ہے
ہوا ہے جامہ سے اپنے باہر اوبہر چلا ہے حباب کیسا

چھپو نہ اب تم ڈرو نہ ہرگز کہ شور ہوگے گنہ کی بخشش
چلے چلو بس خدا کے گھر مین کھلا ہی رحمت کا باب کیسا

ہم مرتے ہین جسپر وہ مسیحا نہین ملتا
اور اوسکے سوا چارہ گر اچھا نہین ملتا

درد و تپش و کاہش جان و غم پے ہم
ایک اوسکے نہ ملنی سے ہی کیا کیا نہین ملتا

دو حرف جدا جیسے ہین دلکی مرے وہ بہی
آتا ہے بہم غیر سے تنہا نہین ملتا

ہشیار ہون کا قحط ہی بازار جنون مین
سودے کے سوا اور کوئی سودا نہین ملتا

سر بستہ طلسمات ہے کیا زلف کا سودا
وہان جا کے دل گم شدہ ڈہونڈا نہین ملتا

دل کیا ہو ٹہکانے کہ لگے آنکہہ بری جا
ہرجائی ہی وہ پہر ہے کسی جا نہین ملتا

آنسو بہی میرے خو گر دامان صنم ہین
رونے کا مزا اور کسی جا نہین ملتا

دون طرح اوسی جب جو ملی اوس سے طرحدار
ملتے تو ہین معشوق پر اوس سا نہین ملتا

اس گریہ حسرت پہ بہی حسرت ہی برستی
جو قطرہ گرا آنکہہ سے اصلا نہین ملتا

کیا تفرقہ ڈالا تو فلک خاک مین ملجائے
دل سے میرے دل آئنہ رو کا نہین ملتا

عندیہ میرے دوزخ کو بناتا ہی وہ جنت
جز بزم عدو اوسکا ٹہکانا نہین ملتا

آنسو کہین غارت ہون کہ ہی حسرت دیدار
یہہ دیدہ تر جوش سے رکتا نہین ملتا

دشمن ہے فلک دن نہین پہرتے نہین پہرتے
آرام بہی شور اب نہین ملتا نہین ملتا

دنیا ہی گوش بت لب پیر مین بالا
اے شوق ہی اب بوسہ کی تدبیر مین بالا

بالے کو بہی اوجہا یا تیری زلف بلا ہے
زنجیر تو بالے مین ہی زنجیر مین بالا

اب یہہ بھی پہنسا دلکی طرح دام بلا مین
بالا ہی وہ کیا دلکو لئے حلقۂ تسخیر
یاقوت نے بالہ کے کیا دل ہی تجہی پر خون
بالہ کو نہ دل چہیو گرداب اجل ہی
یہہ حلقہ جو سر ہین ای کان ملاحت
بالے ہین جو سر ہین لگے تحفۂ اعدا
ہان دل کے لئی حلقۂ آغوش جفا ہے
تصویر سے کیا ہو دل بیتاب کو تسکین

اٹکا ہی بلا زلف گرہ گیر مین بالا
جادو سے نگہ ہی فن و تدبیر مین بالا
دشمن یہہ لکہا تہا تری تقدیر مین بالا
وہ زلف سی بالا ہی نہ تدویر مین بالا
ہی عکس فگن کان کا شمشیر مین بالا
ایک زہر ہی چشم دل دلگیر مین بالا
بالا ہی اجل سی بھی یہہ تقصیر مین بالا
بجلی کا ہے اوس کان کے تصویر مین بالا

کیون کان لگا غیر ہے شور اوسکی یہہ کیا بات
تقریر مین بالا ہی نہ تحریر مین بالا

کہون کیا بیخودی اور گریہ و زاری کو کیا سمجہا
ہوئی ہی وصل سی ٹہنڈی فراق یار کی سوزش
وہین اوسکا نہ غنچہ ہی نہ شاخ گل مگر اوسکی
وہین ای ہمنشین بیچل مچی ہین جسپہ مرتا ہون

غشی کو زندگی ہین یا شغل گریہ کو دریا سمجہا
اوسی جنت اثر اسکو جہنم دل میرا سمجہا
اوسی چشمہ بقا کا اسکو مین رافعنا سمجہا
مسیحا اوسکو اوسکے گہر کو مین دار الشفا سمجہا

ہاں کبھی شوق وصال و درد فرقت اوس سے جب دونو
بلائیں زلف نے برسائیں رخ نے آگ بھڑکائی
تبسم کی ادا کو اور لب پان خوردہ کا بوسہ
چھٹے جب خال رخ چبر زلف شامت آگئی دل کی
تیری تیر نگہہ کو اور پیکان مژہ کو مین
کہوں کیا نالۂ دل اور آہ سرد کو اپنی

کہانی اوسکو وہ سمجھا اسی بر درد گلہ سمجھا
اوسی مین ابر جادو اسکو شعلہ برق کا سمجھا
جو یہہ نقد دیت سمجھا تو وہ مین خونبہا سمجھا
دل نالان اوسی دانہ اسی دام بلا سمجھا
زبان مرگ سمجھا اور انگشت قضا سمجھا
اوسی طوفان صرصر اور اسی ٹھنڈی ہوا سمجھا

اوسی دل دیکے اب تم شور کس منہ سے یہ کرتے ہو
بھلونکو وہ برا سمجھا برونکو وہ بھلا سمجھا

اس دل زار کو جب عشق کا آزار ہوا
چارہ گر دیکھہ اسے سخت ہی ناچار ہوا
نبض کو دیکھہ مرے کہنے لگی سارے طبیب
ہائے کسطرح محبت کا یہہ آزار ہوا
باغ عالم مین کوئی تجھسا نہیں دیکھا نہ سنا
تجھسے بس متشدر و حیران گل و گلزار ہوا

جان سے بیزار ہوا
خود ہی بیمار ہوا
کیا شفا ہووے نصیب
کیا یہہ اسرار ہوا
تو وہ گلرو ہے بنا
کیا طرحدار ہوا

انکھہ بہر کر نہ کسیکو بہی وہ دیکھی گا بشر
اوسکو کونین سے مطلق نہ سروکار ہوا

اس بُرے وقت مین کوئی نہین ہوتا ہمدم
کون جُز ذات خدا اپنا مددگار ہوا

مین وہ اک جنس ہون ناکارہ کہ بازار مین بہی
ہائے مین خوبی تقدیر سے ناچار ہوا

اب تو یہ کالی بلا پیچھے پڑی ہی بیڈہب
زلف پُر پیچ مین دل ایسا گرفتار ہوا

رات دن رہتی ہی اندوہ مین ہے بیہوشی
بادہ شوق سے کس شوخ کی سرشار ہوا

عشق کی جسکو خبر
جب غم یار ہوا

نہو کوئی محرم
کون غمخوار ہوا

کوئی پوچھی نہ کبہی
نہ خریدار ہوا

ہے یہ اندیشہ غضب
چھپنا دشوار ہوا

ہے تغافل کو شے
کہ نہ ہشیار ہوا

شور کیطرح سے عالم مین نہ تنہا لیس ناچار کوئی درماندہ وزار
پہر مسیحا سے زمان اوسکا مددگار ہوا قابل کار ہوا

سحر ہے پریون کا چشم فتنہ گر سے دیکھنا
تھی گل و شبنم کی صحبت وقت رخصت صبحدم

بازگشتن تیر ہے تیر نظر سے دیکھنا
ہنسکے جانا اوسکا میرا چشم تر سے دیکھنا

شوق نظارہ لکھا جب صاف آیا یہ جواب
اب کسی محفل کی کیا مجکو اور انکو آرزو
یہہ کہان شوخی نگہ کی اور اشارے پر فسون
جیسے پڑتی ہی نظر تڑپی ہی بجلی کیطرح

مول لیکر آینہ آینہ گر سے دیکہنا
چہٹ گیا دولو طرف غیرونکی ڈر سے دیکہنا
خلد مین سیکہین گے حورین نہے بشر سے دیکہنا
حسن والون کو ہی آتا اس ہنر سے دیکہنا

وصل کی شب پر نہ اترایا کرو دن ہی شور
رہگذر مین بیٹہنا رستہ سحر سے دیکہنا

تھا کبھی صحن چمن مین ہی نشیمن میرا
کیا ہوا بدلی گی کیا آیگی آفت تازہ
مبتلا ہے زلف مین دل خال چہرا لینا تھا
حشر مین چاک گریبا نکی کہلین گے بخیے
باغبان ہند ہوا جب یہ کہا اوس گل نے
مشق مین تیر مژہ کی رکہی آپ کرین
ہم صفیرونکو ہوا رشک جنان مین سنکر
لخت دل لعل ہین اور اشک ہین رشک در تر

باغبان میرا نہ گل میرا نہ گلشن میرا
ڈہونڈتا پہرتا ہے صیاد نشیمن میرا
بگڑا رخسار کی جلوہ نے یہہ ہرن میرا
ہاتہ مین پاس کے جب ہوویگا دامن میرا
گل میرا غنچہ میرا اور ہی گلشن میرا
سنگ خارہ ہی دل اور سینہ ہی آہن میرا
شاخ طوبی پہ بنا جب کہ نشیمن میرا
چشم ہی میری صدف سینہ ہی معدن میرا

انقلاب ایسا زمانہ کا ہوا ہے اب شور
کل جو تہا دوست ہوا آج وہ دشمن میرا

اولجہاو کیا غضب ہے اس زلف پر جفا کا
چہیڑو نہ اس بلا کو پہندا ہی یہ بلا کا

زلفون کا حال پوچہا دل چہوٹ کر جو آیا
کہنے لگا کہون کیا میدان ہی کربلا کا

آزار سے ہے خالی گھر بار کا ہی جنت
کہتے ہین درد والی وہ ہی گھر شفا کا

ہوتا ہے شک یہ مجکو ہی آہ سرد میری
آجائے ہی جو ٹہنڈا جہوکا کوئی ہوا کا

ہنستا غم اسیری ایسے رہائی پر ہے
چہوٹا جو زلف سی دل تار نگہہ نے تا کا

فرہاد کو نہ ہوتی بہاری یہ جان شیرین
گر ابتدا مین کہلتا کچہہ حال انتہا کا

دنیا سے داغ غم کا یارب چراغ گل ہو
ہونا ہی دم ہوا یہان آتی ہو ہی صبا کا

انگشت سرو گلشن دیتی ہی یہ شہادت
زخمی وہ لونکی گل سی پودا اوگا حنا کا

عصیان کے غم ہی آخر الیشور کاٹتے ہین
گرچہ چلو پہر اب تم اور نام لو خدا کا

عشق مین قابل حسرت کوئی مجہسا نہوا
وہ مصیبت میری خادم جو کسی جا پہ نہین

فرد کامل ہون کہ مجہسا کوئی پیدا نہوا
پالو والی ہے وہ فتنہ کہ جو برپا نہوا

وہ اذیت میری ہمدم کہ ہی شاگرد اجل ۔۔ غم وہ غمخوار کہ جس غم کا مداوا نہ ہوا

حسرت اوس دلپہ کہ جس دل کی نہ نکلی حسرت ۔۔ گریہ اوس لب پہ جو مشتاق ہنسی کا نہوا

میری رسوائی نے اونکو بہی سکہایا چہپنا ۔۔ غم میرا اونکو بہی تہا مجکو ہی تنہا نہوا

چہٹ گئے درد سے سوزش سے قلق سی ہم بہی ۔۔ فائدہ جانکے نقصان سی کیا کیا نہوا

سخت جانیکی تو دی داد اجل نے لیکن ۔۔ موت ہی یہہ بہی کہ اسدم وہ مسیحا نہوا

پہر بری دم پہ بنی لب پہ پہر آئی توبہ
دل لگانا تمہیں اے شور کچھ اچھا نہوا

چرخ سے مدعا خراب ملا ۔۔ چین مانگا تو اضطراب ملا

لب سی وہ ساغر شراب ملا ۔۔ ماہ نو سے ہے آفتاب ملا

سخت جانیکا ہے بڑا جہگڑا ۔۔ کیون گلے خنجر پر آب ملا

وہ ہی سرکار عشق ہا جنون کو ۔۔ حضرت قیس کا خطاب ملا

یہہ غشی ہی نصیب اعدا ہو ۔۔ عنبر کے ہاتہ سے گلاب ملا

موہنہ دکہاتا نہیں مجہی قاصد ۔۔ وا لئے کیا جانے کیا جواب ملا

ہمکا غم ہی خوشی ابدا ۔۔ کیا جہان ہی میں انقلاب ملا

رخش عمر رواں یہاں نہ تھما
خوب ہی پاسے در رکاب ملا

کسکو روز حساب کی ہی خوشی
واں بہی غم ہمکو بے حساب ملا

غرق غفلت ہی آدم خاکی
وقفہ اک دم کا جوں حباب ملا

خلد میں گم؛ ملا وہ وعدہ خلاف
تو ہی جانو بہشت شتاب ملا

سبکو سب کچھ ملا ازل میں شور
ہمکو اک دل سو پر عذاب ملا

ہمیں جان پر کچھ اپنی اگر اختیار ہوتا
تو وصال ہی میں تجھ پر نہ فراق یار ہوتا

یہہ بھلا ہوا تم آئی جو اوٹھا شہید ورنہ
نہ جنازہ یاں سے ہلتا نہ کہیں مزار ہوتا

وہ نقاب گر اولٹتے تو اولٹتی ساری محفل
کوئی تہامتا کلیجہ کوئی بے قرار ہوتا

کوئی مست کھڑا رہا تھا بھی جھوم کر نشے میں
جو نہ آتا ابر رحمت تو نہ بادہ خوار ہوتا

یہہ نہ ہوتی غم کی ڈہیری یہہ نہ ہوتی بی قراری
وہ جو ہونا تہا سو ہوتا ستم ایکبار ہوتا

لب و چشم سینہ ہر دم ہو گئے وقف حسرت و غم
نہ یہہ اضطراب ہوتا جو نہ انتظار ہوتا

جو خوشی انیس جان تہی کبہی ہو لکے نہ آئی
برے وقت میں کوئی بہی نہیں غمگسار ہوتا

کبہی پاسبان کی منت تہی کبہی آگئی خوشامد
جو نہ دیتی دل تمہیں ہم تو نہ انکسار ہوتا

ہی بلا شب مصیبت تہی جان گنتی گنتے
لکھون کیا مین اوسکی صدمے نہین کچھہ شمار ہوتا

سبہی عیسیان گرچہ نہ الشور ہمسے پہرتے
جو نہ توبہ توڑتے تم ادنہین اعتبار ہوتا

کانٹون کی انگلیون سے جو دامان نکل گیا
دامن کبہی نہ ساتھہ گریبان نکل گیا

اللہ رے بیخودی کہ بدن کا نہین ہی ہوش
دامن نکل گیا کہ گریبان نکل گیا

کچھ کاوش نیہ کیون ہی مژہ گر نہین ہی لاگ
پہر کیون کھٹک ہی دلبن جو پیکان نکل گیا

نازان ہو ناز کی کہ گئی سی بلا ٹہی
ہاتہون سے اوسکی خنجر بران نکل گیا

اچہی رہی کسیکی نزاکت یہ جو مرے
جو ان کو گل بدلنے دم آسان نکل گیا

کس موںہہ سے اضطراب ہین دنے عوو فا کا
غم کا گلہ زبان سی کل وہان نکل گیا

گر آہ کا نہ نکلے دہوان جب یقین ہو
دل سے خیال زلف پریشان نکل گیا

اس دل کا ہو برا کہ نکالا وطن سے ہی
آخر کو شور بے سر و سامان نکل گیا

دل گذرگاہ جہان نہین شادان میرا
دم ہے مہمان بدن خانہ مہمان میرا

آگیا صبر ہٹا اب غم پنہان میرا
نا امیدی نے کیا خوب ہی درمان میرا

جادۂ راہ فنا تار گریبان میرا | شہپر بال قضا صفحۂ دامان میرا

اے جنون ہاتھ لگانیکا گنہگار ہون مین | چلنے سے پانوں لگا چاک گریبان میرا

غرق دریائے الم اشک تاسف اندوز | چشمۂ حسرت و غم دیدۂ گریان میرا

حسن نے تیرے تجلی نی دکھایا یہ دن | بن گیا صبح قیامت رخ حیران میرا

بڑھتی الفت سی ہے الفت یہ مثل بھی ہی غلط | باوفا جان نہ میری ہی نہ جانان میرا

تجکو بیدرد دکھاؤن دل پر زخم کو کیا | کچھ تماشا تو نہین ہی یہ گلستان میرا

عندلیب چمن رحمت غفار ہون مین | گل بخشش سے ہی پر دامن عصیان میرا

اوس پہ مرتا ہون عیادت سے مسیحا جسکے | فایدہ ہی نہین خالی ہی یہ نقصان میرا

بھلا ہی عیش کا سامان ابھی کچھ بھی نہین | حیرت آلود ہے یہ خواب پریشان میرا

ہی عدم سے ہی یہ ہر شام طرب صبح امید | کار دل سخت ہی مشکل ہی نہین آسان میرا

پھیر سکتا ہی نہین دل پند اثر رفتہ سے | سر پھرا تا ہے عبث ناصح نادان میرا

جسمین سوزش ہو وہ طرز ستانیکی نکال | خو گر شعلۂ غم ہے دل سوزان میرا

لفظ اغیار مین ہی بار نظر آتا ہے | ابر رحمت سے ہی پر دیدۂ گریان میرا

کام بگڑے ہوئے اللہ سنوارے اے شور

تم نہ گھبرا کے کہو دل ہے ہراسان میرا

دل مانگنے گئے تھے کسی نے جتا دیا
آئینہ اوس نے دور سے ہمکو دکھا دیا

کھا آئے کسکا پان کہ ہے سحر ہر سخن
جادو بھی بولتا ہے جو پڑھ کر کھلا دیا

کیا کوستے ہو لب سے ٹپکتی ہے چاندنی
ہر بات نے نبات کا اسدم مزا دیا

ایسے حسین قلم ہیں جنکے آفتاب
نقشہ کو اون کی آہ فلک نے مٹا دیا

نازک بہت تھا دل اسے غم کیون دیا خدا
کیون گل کیساتھ ہائے یہ کانٹا لگا دیا

مدت کے بعد آج وہ آئے جو خواب مین
غش کا گمان کر کے کسی نے جگا دیا

دم دیکے وہ چلے گئے دم بھر کا وصل کیا
لب تک ہنسی نہ آئی فلک نے رلا دیا

پھینکا وہ مجھ پہ پھول جو تھا تحفہ رقیب
ایسی ہنسی کو آگ لگے دل جلا دیا

صدقے غزل پہ مطلع خورشید ہے یہ شور
تم نے تو اس زمین کو گردون بنا دیا

مین وفادار یہ سمجھا تھا کہ تو ہے میرا
تو جفا کار وہ نکلا کہ عدو ہے میرا

لے چلا شوق شہادت مجھے مقتل کیطرف
دست سفاک ہے اور آج گلو ہے میرا

ساقیا خوش ہو لیا مین نے اجل سے بکا
میکدہ ہے یہ امیر اشیشہ و سبو ہے میرا

قتل کرتا ہے جو بے جرم مجھے وہ ظالم
چھینا جیب ناک ہا مرتا رہا تجھہ پر ظالم
ساقیا باقی ہو شیشہ مین تو رہنی دی اوسے
عاجز ایا ہون تلون سی مین اوسکی ہمدم
جینے دیتا ہے مجھے اور نہ مرنے دیتا

کیون نہ سر چڑہ کے پکاریگا لہو ہی میرا
پر یقین یہ ہوا مجکو کہ تو ہے میرا
کہ اوسی سے سحر و شام وضو ہی میرا
کبھو وہ شوخ عدو کا ہے کبھو ہی میرا
کچھہ عجب طرحکا وہ شعبدہ خو ہی میرا

سنکے وہ شور و فغان شور کا فرماتے ہین
رات بہر سونے نہین دیتا عدو ہے میرا

آزار عشق نے مجھے بے زار کر دیا
بلبل کو کسکے نغمہ نے بیکار کر دیا
کس گلبدن نے چہرۂ گلگون دکھا مجھی
بیخود پڑا تھا یاد کہ الفت سی مین لالے
دونو جہان کے کام سے ناکام رہ گیا
مشک خطا سے زلف کو نسبت جو دیگی
رخنہ پڑیگا اور کوئی کام مین مرے

دام بلا مین کسکے گرفتار کر دیا
نرگس کو کسکے آنکھ نے بیمار کر دیا
میرے گلے کا ہار سے اوسے ہار کر دیا
آنکھین دکھا کے شوخ نے ہشیار کر دیا میرا
سرکار عشق نے مجھے بیکار کر دیا
اس بات پر مجھے کو خطاوار کر دیا
جو اوس نے بند روزن دیوار کر دیا

لے بادہ اوسنے خوب ہی سرشار کر دیا دشمن کا کام تو نے میرے یار کر دیا		کیف نگاہ کسکا نظر پڑ گیا میرے دم دیکے خوب دونو دل و جان لیلیے
	اے شور تیرے شور کا یارب بھلا کرے خوابیدہ بخت کو میرے بیدار کر دیا	

اوٹھایا چہرہ سے آج آپنے جو اوسنے ہمدم نقاب آدہا
کھلی ہے کچھ کچھ ہماری قسمت رہا ہے باقی حجاب آدہا
کروں نہ کیوں اوسپہ جانکو قربان کہ القصہ پینے کے بعد اوسنے
دیا ہے آب بقا کے بدلہ مجھے وہ جام شراب آدہا
جگر ہے پر سوز دل برشتہ ہے جان پر آتش ہی سینہ گلخن
ہے اسکا حسرت سے پھر بھی ارمان کہ ہو نہیں اب تک کباب آدہا
کبھی خیال بتان ہے دلمین ہے شوق حق گاہ اک و گل مین
ملے گا شاید بروز محشر عذاب آدہا ثواب آدہا
پڑھا جو خط کو بغور مین نے تو نصف لکھا تھا نصف خالی
یہہ ہی تھا قسمت کا لکھا اپنے کہ لایا قاصد جواب آدہا

کہان تک اب عشق گلبر غان ہو کہان تک اب نذر عشق جان ہو
نہ کیونکہ دل غم سے نیم جان ہو رہا ہی دور شباب آ دہا

عرق نہ بر سے روے گل فشان کا نہ کیونکہ درمان ہو میری جانکا
کیا ہے عطار حسن خوبی نے اوس مین شامل گلاب آدہا

تمہارے جور و جفا سے ہم نے اوٹھائی یہان بہی ہے سخت اذیت
خدا نے چاہا تو حشر مین بہی سزا کا ہو گا حساب آ دہا

جو دیکہے آب روان کے محرم تو شرم سے وہ ہوا ہے پانی
پہر اپنے دل مین گھٹا ہے ایسا کہ رہ گیا ہی حباب آدہا

نہ دلدہی ہے نہ کوئی تسکین نہ اپنے آنیکا کوئی وعدہ
نہ کچہہ اشارہ نہ کوئی مضمون ہے خط کا پیاری جواب آدہا

نقاب ڈالا کبہی حیا سے دکھایا رخ کو کبہی ادا سے
رہیگا یہہ بہی نہ رفتہ رفتہ کہ ہے ابہی تک حجاب آدہا

چمک مین تیزی مین روشنی مین صفائی کامل مین اور ضیا مین
تمہارے عارض کے سامنے ہے ہر اکطرح آفتاب آدہا

کبھی ہے ذکر خدا زبان پر کبھی کچھ مائل ہے دل بتان پر
تھا سارا آغاز شور اچھا ہوا پر آخر خراب آدما

ہم جس پہ جان دیتے ہیں وہ جان تو گیا
لیکن کچھ امتحان ہمیں مان تو گیا

پیکان تیر یار نہ دلمین ٹھہر سکا
اب کیا کرینگے جی کے یہ مہمان تو گیا

دیکھا ہے جب سے اوس بت کافر کی شان کو
ایمان کے کہینگے ہم ایمان تو گیا

ہرگز کبھی وہ میرے نہ لایا خیال مین
نقصان گو اوٹھایا پر احسان تو گیا

باد خزان کے آتے ہی سب لٹ گئی بہار
سوکھے شجر پڑے ہین گلستان تو گیا

وہ دن گئے جوانی کے اور لطف زندگی
دل تو وہی ہے پر ارمان تو گیا

عیش و نشاط و لطف تھی وقت شباب مین
پیری کا غم نہین ہے وہ سامان تو گیا

صد شکر تیرے ہجر نے دل نے کیا اثر
انجان تھا وہ مجکو پر اب جان تو گیا

اب کیا چلے گی دست درازی تیری جنون
مدت ہوئی کہ جیب و گریبان تو گیا

مطلب کے آشنا تو بہت ہین زمانہ مین
ہمدرد تھا جو کوئی وہ انسان تو گیا

یعنی حکیم محمد فصیح الدین [illegible]

جسکو کہ غور شیرین زبانی کا ہے مزا
طرز سخن کو تیرے وہ پہچان تو گیا

ردیف الباے تازی

جلوۂ گل چمن چمن باغ جہان عجب عجب
طرفہ فضا جہان جہان سر زدان عجب عجب

غفلت دل ہی کیا یہانتک خود دیہہ طلسم ہی جہان
دیکھی ہے چشم ناتوان خواب گران عجب عجب

شکل حباب چشم نم بیکسی را ہے عدم
مٹ گئے حیف یکقلم نام و نشان عجب عجب

دیدہ و دل مین وہ ہی ہی اوسکی سوا نہ کوی رہے
پُر ہین تجلیون سے یہ دونو مکان عجب عجب

قابل حیف آہ ہی لایق گریہ ہے فغان
رکھتے اثر تھے یہہ کبھی آہ و فغان عجب عجب

جلوۂ داغ ہجر سے دل ہی جگر ہے پر بہار
پہول کھلے چمن چمن وقت خزان عجب عجب

کوچۂ شوخ پر جفا نقشۂ حشر بن گیا
ہوتے ہین ولولے نئی شور عیان عجب عجب

زلف و رخ پہ ہی کہان ہوئی قیامت ایک عیان
چشمۂ خور سے ہے روان موج و طان عجب عجب

جن پہ ہی جان و دل فدا اونکو یقین نہین ذرا
رکھتے ہین اپنی دل مین وہم و گمان عجب عجب

رنگ یہہ کیا بگڑ گیا چرخ کا شور ہو برا
انکہون کے ہی سامنے کیا تہا سمان عجب عجب

خورشید روے یار ہی کیا دور کیا قریب
جون برق شعلہ بار ہی کیا دور کیا قریب

اوس گلشن تجلی رو می نگار سے
ہر دم نئی بہار ہی کیا دور کیا قریب

پھرتا ہون مین ہی تصور سے ساتھ ساتھ
جس جا وہ طرحدار ہی کیا دور کیا قریب

سو سو طرح وہ رنگ تجلی ہی جلوہ گر
ہر جا پہ آشکار ہی کیا دور کیا قریب

محفل مین صبر سوز وہ رخ کی تجلیان
ہر ایک بیقرار ہی کیا دور کیا قریب

زلف دوتا نے اوسکی پچھوڑا کسیکا دل
بیطرح اسکے مار ہی کیا دور کیا قریب

تیغ نگاہ اوس ستم ایجاد شوخ سے
ہر سمت کارزار ہے کیا دور کیا قریب

نرگس کیطرح اوسکے سر رہگذار پر
عالم کو انتظار ہے کیا دور کیا قریب

برقعہ اوٹھے تو رخکی تجلی نصیب ہو
ہر ایک امیدوار ہی کیا دور کیا قریب

گردون نہ چین دے نہ جگہہ دے زمین شور
ہر اک ستم شعار ہے کیا دور کیا قریب

ردیف پاے ہندی

یاد مین رہتا ہی تو کسکے دل بیمار چپ
کسکے رکھنی ہی تجھے حسرت دیدار چپ

جب سے ہم محو ثنائی حضرت مسعود ہین
مونھہ پہ ہی مہر خموشی ہین لب گفتار چپ

بیخودی اوسکی تصور مین ہوئی ہی کسقدر
دیکھہ کر مجکو ہوئی عاقل و ہشیار چپ

جب سی نقشہ اوسکا اپنی صفحہ دل پر کھنچا
رہتا ہون تصویر کی مانند مین بیکار چپ

زندگی دو دن کی ہے ابھی ہم خوشی کیا کرین
یہہ جہان ہے غمکدہ ہین اسلیٔ ناچار چپ

راز دل کس سی کہین کس سی ملین اے ہمنشین
ساری ہے ہمدرد چپ ہین اور سب غمخوار چپ

ہے کسیکے روی تابان کی انہین ہی آرزو
بے سبب ہرگز نہین ہمدم در و دیوار چپ

بعد مرنیکے ہماری کیا غضب سناٹا ہے
در ہے چپ اور گھر ہے چپ بازار چپ اغیار چپ

کسکے روئے آتشین کا ہے اثر بزم فلک
تو ہے چپ انجم ہین چپ اور ماہ پر انوار چپ

کچھہ خبر انکی آمد آمد ہے کہ جسکے خوف سی
برگ چپ اور بار چپ اور شاخ چپ اشجار چپ

وعظ مین لگتا ہے دل اور کچھہ ہمین بہاتا نہین
شور و غل کرنے سے بہتر شور ہے ہر بار چپ

کیسی حسرت چھا گئی ہون صورت بیمار چپ
دل ہی چپ نالہ سے اور گریہ سی چشم زار چپ

باغبان گلشن مین تازہ گل کہلی گا کوئی آج
گل ہے چپ بلبل ہے چپ باد صبا چپ خار چپ

آج کیا مہر خموشی میکدہ پر لگ گئی
خم ہے چپ مینا ہے چپ ہر مست اور ہشیار چپ

دیکھکر حیران و ششدر رہو گئے ہین کسکو ہم
آہ چپ نالہ ہے چپ اور ہے دل بیمار چپ

آج ای گلچین نظر کس تندخو سی لڑ گئی
غنچہ چپ گل چپ ہے اور ہے رونق گلزار چپ

کیا ہے یہ وحشت جہان بیٹھے ہم آسن مار کر
بن ہے چپ صحرا ہے چپ ہے دشت اور کہسار چپ

ساقیا آمد ہی کسکی بزم مین سنسان ہی — مئے ہے چپ مینا ہی چپ ساغر ہی چپ میخوار چپ

جسنی کہا یہہ بہی طرح یہہ رہ سُن کلام شور کو — ہو گیا چپ چاپ حیرت سے اور اوسکی یار چپ

شور صاحب اسقدر چپ چاپ کیون ہو آجکل
شور و غل کرتے نہین بیٹھے ہو تم ناچار چپ

تا بکے چپ چاپ یہا اچھی نہین ہی یار چپ — تم ہی چپ ہو دل ہی چپ ہے سب ہین کاروبار چپ

میری حیرت نے جہانکو کر دیا حیرت زدہ — دیکھکر صورت مری ہی ہر در و دیوار چپ

اب نہ نالہ ہے نہ شورش ہی نہ فریاد و فغان — کیا مصیبت آ گئی کیون ہی دل بیمار چپ

ایسی ہمت ہی کسیکی تم نے دیکھی ہے کہین — دلمین لاکھون جوش ہین ہے پر لب اظہار چپ

دیکھنا تھا جو ہمین دیکھا خموشی مین مزا — کیون نہون ہر لحظہ دل چپ اور جان زار چپ

گو ہزارون جوش وحشت نے اوڑائین دھجیان — پہر میرے چاک گریبان کا ہی ایک ایک تار چپ

ابتو کچھہ آثار اچھی ہین خدا اچھا کرے — سنکے شکوہ میرا ہو جاتے ہین ہر بار چپ

لب کی جنبش مین ہے تیری بس مسیحائی کی شان — پہرتا ہی کس لئے ہر لحظہ اے دلدار چپ

کس نگاہ شوخ سے گذرا چمن مین کوئی آج — رہ گئے مونہہ دیکھکر ہے نرگس بیمار چپ

عشق کی کیفیت اور مزے کیا جانے تو زاہد بھلا — کیون عبث بکتا ہی بس پہر خدارا گار چپ

پڑہ کے خط ای نامہ بر اوس نے اگردین گالیان | اپنی قسمت کھل گئی دن اچھے آئے یار چپ

ایکدن وہ تہی کہ شور قہقہہ دن رات تہا
اب ہین بزم یار مین ہم صورت اغیار چپ

ردیف تاے منقوطہ

بگڑی اشکون سی یہان تک مرے گھر کیصورت | نہ وہ دیوار کیصورت ہے نہ در کیصورت
لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین | یہی اب ہجر مین اپنی ہی گذر کی صورت
ہر قدم پر ہے خیال رہ عقبے مجھکو | سامنے اسلیے رہتی ہے سفر کیصورت
لب پان خوردہ کا تیر سے نہ جمیگا پھر رنگ | دیکھ لے گر وہ مرے زخم جگر کیصورت
حسن حوران بہشتی کا سنا کرتے تہے | آنکھ سے دیکھا تو اچھی ہی بشر کیصورت
ہمکو وہ لطف ملا ہے وطنی سی ہمدم | ہوئے برسون نہین دیکھی کبھی گھر کیصورت
نظر آتا ہی ادہر سارے جہان کا نقشہ | پر دکھائی نہین دیتی ہی ادہر کیصورت
دمبدم بیکلی رہتی ہے نہین کل پڑتی | ہجر مین تیرے یہہ ہی آٹھ پہر کیصورت

ہندہ گی اگرچہ ہوا شور ترے نالون کے
دل مین پر اوسکے نہین کوئی اثر کیصورت

ردیف جیم

جب میری نظر جا پڑی چلمن کی اودہر آج — کی اوسنے نظر بند نہ آنی دی اودہر آج
مدت مین ہوا اوسکا ہی مجہپہ پاس گذر آج — اے بیخبری میری ذرا لینا خبر آج
ہین یار اور اغیار بہی بزم مین اوسکی — اب دیکہیے نمبر میرا رہتا ہی کدہر آج
شاید کہ شب ہجر کا عکس اوسپہ پڑا ہی — خورشید نکلتا ہی نہ ہوتی ہی سحر آج
کہتا ہے یہ دن وصل کا امید پہ تو جی — اور ہجر کی شب کہتی ہی دنیا ہی گذر آج
وہ وعدی کی شب آئی میرے گھر نہ سحر تک — روتی ہے دعا بیٹھی ہی سر اپنا اثر آج
رخنہ کوئی قسمت سے پڑا تازہ ہمارے — دربان نے کیے بند جو وان روزن و در آج
مہلت کا طلبگار مین ہوتا ہون قضا سے — دم بہر کو تم آجاؤ میری گھر پہ اگر آج
مرنے پہ بہی راضی نہوا میرے وہ ہمدم — تہا سوے عدم میرا مقرر ہی سفر آج
یہان ہاتھ پہ سر اور وہان تیغ بکف ہی — ہو سر خر دا ب کیلسا دیکہین تو بشر آج

آتا ہے ترے قتل کو ایشور وہ قاتل
تو جلد کمر باندہ کے کر سینہ سپر آج

ردیف خاے منقوطہ

باغ جہان مین ہوئے نہ پہول اور نہ پہل کی شاخ | باد خزان سے ماری گئی ہر کنول کی شاخ
انصاف فی زمانہ تو عنقا صفت ہوا | نکلے عدالتون مین وہ رد و بدل کی شاخ
باغ معاش کیون نہو خشک اب جہان مین | نخل ملازمت مین لگی ہی عزل کی شاخ
علم و ہنر کیواسطے ہی تجربہ ضرور | عامل کے پیچہے ہی تو لگی ہی عمل کی شاخ
باد نسیم صبح سے لچکے ہے یار یار | نازک کمر کے کستی ہی دیکہو تو بیل کی شاخ
گلچین یہہ شان حق ہی کہ گلرو کی سینہ سے | نکلے گل بنفشہ کے اوپر کنول کی شاخ

خالی جو ہے ثمر سے سر اونچا ہی رکہتے ہی
جہکتی وہ ہی ہے شور جو ہوتی ہی پہل کی شاخ

ردیف دال مہملہ

ملے ہمکو جنت مصیبت کے بعد | نہ پہر رنج دان ہوگا راحت کے بعد
ادا کی تبسم کی اور ناز کی | اد لہتا ناہون مین لطف حسرت کے بعد
اگر پہلے آتی تو حسرت نہ رہتی | قضا میری آئے محبت کے بعد
پہنسے ہم ترے دام کاکل مین ہین | یہہ عقدہ کہلا ایک مدت کے بعد
مرے بین تڑپ سینے کے کچہہ نونگا اور | نکلتے ہی جان تن سے دقت کے بعد

نہ بہلے گا دل اپنا حوروں سے بہی
ملو گے نہ تم وان جو جنت کے بعد

بیری جان مین جان کچہہ آ گئی
کہا وعدہ اوسنے جو صحبت کی بعد

ملا دے خدا گر ہمین تم سے وان
تو حسرت نہو کچہہ قیامت کے بعد

ہوئے بعد مدت کے تم مہربان
شکایت نہو اب عنایت کی بعد

تیری خوش بیانی جو یاد آ گئی
تو لوٹ آئی ہم پہر بہی رخصت کے بعد

تمہین دیکہکر شور دیکہے کسے
نہین خواہش اب اچہی صورت کی بعد

ردیف رای مہملہ

آئے نہ وہ تو ہمکو بولائے ذرا سی دیر
اس نیم جان مین جان پہر آئے ذرا سی دیر

دونو جہان کو اوسپہ مین قربان کر ہی دون
دن وصل کا خدا جو دکھائی ذرا سی دیر

تا حشر اوسکا کیف نہ بہولون مین پہر کبہی
وہ جام پیکے مجکو پلائے ذرا سی دیر

اوس روی مصحفی کی تلاوت پہ خو رہی تہی
ایمان کوئی اوسپہ جو لائے ذرا سی دیر

حسرت اوسکے کوچہ سے اوٹہین نہ ہم کبہی
پہر خدا جو کوئی ہٹائے ذرا سی دیر

اے جذب دل تو اپنا اثر کوئی کچہہ دکہا
روٹہون مین اوس سے اور وہ منائے ذرا سی دیر

لکہینگے اور ایک غزل اسپہ شور ہم
پر داغ کے بہی کوئی سنائے ذراسی دیر

رخ سے جو وہ نقاب اوٹہائے ذراسی دیر
شمس و قمر کو خوب جلائے ذراسی دیر

ہنجاوہ دیکہی طور ہو بے طور اوس گہڑی
گر کوئی اوس سے آنکہہ ملائے ذراسی دیر

خون منت مین ہزاروں کا ہو جائین ہاتہہ تہو
دست حنائی رنگ جو لائے ذراسی دیر

ای چرخ پہر سمجہہ نہ و بالا ہو کس قدر
گردش زرون کو گر تو سنائے ذراسی دیر

ایکدم مین بل نکالدی اوسکا یہہ نیز زلف
جو مار اسکے کوڑون کی کہائے ذراسی دیر

کان مین سے ہیدا ہو نیلم خدا کی شان
مسی لبون پہ جب وہ جمائے ذراسی دیر

اوٹہہ کر مزار سے مین قدم اوسکی سر پہ لون
ٹہکرا کے مجکو گر وہ جلائے ذراسی دیر

سنکر کلام شور پہڑک جائے داغ بہی
انصاف اوسکے دلمین سمائے ذراسے دیر

خدا کا ہو مجہے دیدار کیون کر
اگر ہم بہی کرین گفتار کیون کر

گناہون کے معافی کا مین تجہسے
کرون داب خدا اظہار کیون کر

ترے جلوہ کی جب مجکو نہین تاب
تو پہر دیکہون ترا دیدار کیون کر

حقیقت کو ترے مین بے حقیقت
کھان پھونچون کرون اقرار کیونکر

مین ذرا اور تو خورشید عالم
کہین مجھہ پر ترے اسرار کیونکر

ہے جب تک زندگی تیری ہی بس یاد
رہون اس کام سے بیکار کیونکر

تیری قربت ہو حاصل کیسی محبوب
یہہ آسان ہوئیگا دشوار کیونکر

گناہون کا مجھے اپنے ہے اقرار
کرون گا ان سے مین انکار کیونکر

نہ سامان سفر نے کوئی رہبر
اُدہر کو اب ہون تیار کیونکر

گناہون کے ہے گٹھری شور بھاری
اوہٹی گا سر پہ یہہ انبار کیونکر

ہوا ہے مجھسے وہ بیزار کیونکر
مجھے غم کا لگا آزار کیونکر

اوڑانا دھجیان ہے کام اسکا
رہے دست جنون بیکار کیونکر

مین گلگردیون سے بچتا تہا ہمیشہ
ہوا وہ گل گلے کا ہار کیونکر

جو ہوا غیار کے بس مین شب و روز
وہ ہوگا پہر ہمارا یار کیونکر

گذاری عمر روتے سی مین ساری
رہے قایم در دلدار کیونکر

تپایا جس نے گرد دل زار
تو یہ چاہے گا یہ آزار کیونکر

گیا دل مفت مین جب لیکے دلبر
بچے گی پہر یہہ جان زار کیونکر

اگر روتا رہا دن رات یہہ ہے
تہمے گا آنسوؤن کا تار کیونکر

کہٹکتا تیر مژگان ہے شب و روز
یہہ دل سے میرے نکلے خار کیونکر

نہین ہے اوسکی آنکہون سی اگر رشک
تو نرگس بن گئی بیمار کیونکر

جو کل تک یار تہے اے شور تیرے
بنے ہین آج وہ اغیار کیونکر

جب غیر کو اونہون نے بنایا ادہر اودہر
غصہ مین آکے بیٹہہ گئے پہر ادہر اودہر

ہے اسطرف شراب تو ہی اوسطرف رباب
کیا جم رہا ہے عیش کا نقشہ ادہر اودہر

بیزار وہ تو وصل سے بیتاب ہین فصل مین
مدت سے پڑ رہا ہے یہہ جہگڑا ادہر اودہر

جب سے جنون کا جوش ہی وحشت کا زور ہے
پہرتا ہون رفتہ صحرا بصحرا ادہر اودہر

مخمور ہم ہین بادۂ الفت سی رات دن
ہم سے چراتے آنکہہ ہی صہبا ادہر اودہر

محشر مین ہو چکیگا ہمارا حساب جب
دیکہینگے پہر جہان کا تماشا ادہر اودہر

جنت مین جا کے دیکہا طلسمات کا مکان
فرش بہار خوب بچہا تہا ادہر اودہر

آئے وہ شب کو ولین سحر ہوتی چل دیئے
دیوانہ وار مین رہا پہرتا ادہر اودہر

اوسکے گلے مین بچ کے نکل میری قبر سے
اوڑنے بنا ہے خاک صبا جا ادہر ادہر

تو بہ بتون سے ملنے کی جب کرچکی ہے شور
پہر ہے خیال اپکا بیجا ادہر ادہر

اوتری ہے اپنی دل سی تو سارے جہان کی سیر
جب سے کہ سیر چڑہی ہے یہہ کوئی بتان کی سیر

زخم دل و جگر کو مرے آکے دیکہہ لو
جنت بہول جاؤگے دیکہہ اس مکان کی سیر

ساری بہار عالم بالا کی اسمین ہے
پہر کیون زمین کو چہوڑ کرین آسمان کی سیر

دل اور جگر کا سودا ہی بازار عشق مین
کیجے ذرا تو آپ بہی کچہہ اس دکان کی سیر

سرشار کوئی بیٹہا ہے مخمور ہی کوئی
ہے پیر بہار کوچہ پیر مغان کی سیر

تیر نگاہ یار جگر مین ہے بس گیا
قابل ہے چشم غور کی اس میہمان کی سیر

فصل بہار کی تو اوٹہائی بہت ہین لطف
اب قصد یہہ ہوا ہی کہ دیکہین خزان کی سیر

تیر خزان کو دیکہہ کے عبرت ہوئی ہمین
اب کیا کرینگے خاک گل و گلستان کے سیر

سنکر وہ شور شور کا کچہہ بہی نہین ڈرے
کرنے لگے وہ شوق سے شور و فغان کی سیر

بے گہر ہوئے ہم ایسے تری در سے نکلکر
جسطرح نہ بو آئے گل تر سے نکلکر

دن رات ہی گردش ہمین اے چرخ ستمگر
کب چین ملی گا ترے چکّر سی نکلکر

اس غم سے پریشانی رہی دلکو ہمیشہ
آوارہ ہوا زلف معنبر سے نکل کر

جب قدر نہ گوہر کی ہوئی کوئی بتائین
پچتایا بہت پھر وہ سمندر سے نکلکر

اللہ ری وحشت کہ چلے دشت کو جب ہم
آگے ہی قدم اپنا تہا رہبر سے نکلکر

ہے گلشن ہستی مین نیا روز تماشا
سیّاح عجب شے ہی یہان گھر سے نکلکر

ہر چند کیا قصد نہ پھر پہونچی وہان تک
پچتایے بہت کوچۂ دلبر سے نکلکر

جب بند تہی خُم مین تو کہلے مے کے نہ جوہر
ق
اب بول اوٹھے شیشہ و ساغر سی نکلکر

وہ شور نے پایا ہے مزہ جرعۂ مے مین
اک قطرہ بہی یون آئی نہ کوثر سی نکلکر

ردیف زاے معجمہ

نالہ نے اپنا شور سنایا نہین ہنوز
چرخ برین کو اوس نے ہلایا نہین ہنوز

ایک گام پر ہے شور قیامت ہوا بپا
طرز خرام ناز دکھایا نہین ہنوز

شمس و قمر بہی رشک سی پہلے ہی جل گئے
تو نے نقاب رخ سے اوٹھایا نہین ہنوز

دیکھا ہی جب سے حسن خداداد واہ واہ
کوئی نظر مین اپنے سمایا نہین ہنوز

دلبن تو ہر زمان ہی پر آیا نظر نہین
ہم ڈہونڈتے ہین جسکو وہ پایا نہین ہنوز

طرز کلام میر سے وہ صاف پا گئے
درد فراق لب پہ بھی آیا نہین ہنوز

گل کھا کے ہم نے جان دی جسکے فراق مین
وہ پہول بھی مزار پہ لایا نہین ہنوز

تیغ نگاہ دیکھہ کے دل بیٹھہ ہی گیا
تیغہ کو اوسنے ہاتہ سے اوٹھایا نہین ہنوز

ناز نگاہ مست سے سرشار کر دیا
ساقی یہہ مانا جام پلایا نہین ہنوز

دست جنون کی دست درازی کو دیکھکر
چاک گریبان ہم نے سلایا نہین ہنوز

دو چار شعر سنکے پہڑک اوٹھے داغ بھی
دیوان شور اونکو دکھایا نہین ہنوز

ردیف سین مہملہ

ذبح کر کے ایکدم ٹہرا نہ وہ بسمل کے پاس
حسرتون کا اپنے مجمع ہو گیا قاتل کے پاس

آیا ہی چکر جو کھا کر اک بگولہ کیطرح
یہہ غبار قیس ہی لیلے تیرے محمل کے پاس

چہرہ پر نور افشان سے ہیولا بن گیا
اخترون کا یہہ ہوا مجمع مہ کامل کے پاس

بیکسی و حسرت و حرمان پہ اوسکی حیف ہی
تہک گیا ہو جو مسافر بیٹھہ کر منزل کے پاس

قایل چون و چرا اوسکے نہین ہین ہم کبھی
ہوے کچھہ جب تک نہ تاثیر عمل عامل کے پاس

پہر ہوی جان حزین یہ کس غضب مین مبتلا
درد جان اچہا ہوا تو اور اوٹہا اک دلکی پاس

دیکہیے کس کس کے قسمت مین نہہاد ہو نصیب
سرفروشون کا ہی مجمع کوچۂ قاتل کی پاس

عقدۂ تقدیر میرا اوس گھڑی وا ہوئیگا
جب کوی مشکل کشا پہونچی میرے مشکل کے پاس

راز قدرت ہم بہی دیکہین کسطرح پا سکین
مقدرت ایسی ہی کیا کچہہ عامل کامل کی پاس

مردم دیدہ بناکر آنکہہ مین رکہون اوسے
گر پہونچ جاؤن کسی روسی مین تیر قاتل کے پاس

ناتوانی ہر قدم پر خون حسرت کر چکی
دیکہیے پہونچو گے کیونکر شور اب قاتل کی پاس

ردیف شین معجمہ

وحشت دل کو بحر و بر کی تلاش
اور ہمین اوسکی رہ گذر کی تلاش

نہ ملا کچہہ نشان عمر روان
مٹ گئی اپنی عمر بہر کی تلاش

مین وفا چاہا ہون وہ جفا ڈہونڈہین
واہ کیا ہے اودہر ادہر کی تلاش

طے ہو اوس وقت منزل الفت
بہلی ہو جائے راہ بر کی تلاش

ہاتہہ مین تیرے تیغ ہے ہر دم
سر بسر ہے کسیکے سر کی تلاش

کہو کے اپنے خودی خدا پایا
دیکہنا غور سے بشر کی تلاش

تیر مژگان کو اوسکے مدت سے — ہے میرے دل کی اور جگر کی تلاش
چرخ پر پہونچے ڈہونڈنے اوسکو — دیکھنا میرے اس نظر کی تلاش
بہہ خدا سے جدا ہی کرتا ہے — ہو زیادہ نہ سیم وزر کی تلاش
روز لکھتا ہون خط پہ خط اونکو — کیون نہو مجھکو نامہ بر کی تلاش
من ملک عدم مین بہی نہ پتا — مجھکو تہی آپ کے کمر کی تلاش

حضرت شور گو ضعیف ہوئے
ہے ابہی روی خوبتر کی تلاش

ردیف کاف تازی

ہے رشک سے عارض کی تیری گر گل تر چاک — کاکل کے خم وپیچ سے شانہ ہی جگر چاک
دل چاک ہوا چشم سے ابرو سے جگر چاک — غربال ہوا سینہ ادہر چاک ادہر چاک
گو جیب ہوئی نذر جنون اور میرا دامن — وحشت کہی جاتی ہے گریبان ہی کر چاک
گو تہک گئے ہاتہہ اپنی شب ہجر جنون سے — سینہ نہوا مثل گریبان سحر چاک
گردش کو تیری چشم کی پہونچیگا نہ ہرگز — اس چرخ کا پہر تا رہی گر شام وسحر چاک
ہمسر ہی کیا کرتے ہیں ہاتہہ اپنی بہت صاف — دل غیر کا جب جائے کرے تیغ نظر چاک

یہہ شور تجھی داغ کی تحریک کا ہی فیض ۔ ق ۔ مشکل سی نکلا ہی جو ہر شعر مین ہر چاک

پاپچون تیرے دیوان کو اے داغ جو دیکہی
کردے وہین اوراق سخن اپنی مگر چاک

مژگان کی خلش سی ہوا دل ادہر جگر چاک ۔ باقی رہی جان اوسکو کرے تیر نظر چاک

کسطرح لکہون سینہ فگاری کا ادسی حال ۔ خامہ کا ازل سی ہے بنا ہای جگر چاک

باز آتا نہین دست جنون کام سے اپنے ۔ کرتا ہے یہہ دامن کو میرے آٹہہ پہر چاک

چلتی جو رہی تیری زبان صورت مقراض ۔ کردے گی میرے جامہ تن کو یہہ مگر چاک

کس جوش سے جلوہ کا ہوا انکی اثر آج ۔ بے ہوش ادہر مین ہون نقاب اوسکی ادہر چاک

مین دست جنون ادہر تم پنہان نہ پہ ہون قربان ۔ کہہ جیب و گریبان ہی گئے جان جگر چاک

ٹکڑی ہوا دل پرزہ ہوا سینہ غمناک ۔ دیکہی جو گلستان مین قبائی گل تر چاک

ابرو کا ترے عکس پڑا دریا مین جب سی ۔ ہے غم سے جگر چاک صدف اور گہر چاک

کرتا ہے جو شور و فغان ہجر مین اوسکے
اس عشق کے پردہ کو تو اے شوخ نہ کر چاک

ہے سانوری سلونی کی باتو نمین کیا نمک ۔ گویا کہ کوٹ کوٹ خدا نے بہرا نمک

ساقی نہو جو بزم مین کیا دے مزا نمک
بے می کے اور کباب کے کسکام کا نمک

آتا ہی روز کام مین جو سبزہ رنگون کے
ہے قحط اسکا قند کی قیمت بکا نمک

پڑتا ہے اسکو جو کوئی لب چاٹتا ہی وہ
میرے کلام ہی سے یہہ شاید بنا نمک

جتنے نمک ہین دنیا مین ہین بے مزہ سبہی
دیکہا تو سبزہ رنگون کا ہی اک بلا نمک

کس کام کا وہ حسن کہ جسمین نمک نہو
انسان وہ ہی جسکو کہ بخشے خدا نمک

جان حزین کو اور بہی اوس سے مزا ملا
زخم دل و جگر مین یہہ کس نے بہرا نمک

میٹہا ہزار کہاو نہین جیت بہرتا ہی
نعمت نکوئی دیکہی ہی ہمنے سوا نمک

چہنتے ہین لوگ اپنے سخن کیلیے اوسی
جس جا کلام شور نے بہیلا دیا نمک

ردیف لام

دہیان اونکے دلمین میری شکایات کا خیال
یہان مجکو اونکی مہر و عنایات کا خیال

رہتا ہے روز عصیا کی آفات کا خیال
بخشے خدا مجہے یہہ ہی دن رات کا خیال

معبد کی سمت جاتے ہین جب اوسکی یاد مین
گہیری ہی دل کو دہر خرابات کا خیال

کہٹکا ہی یہہ کہ غیر نہو اوس گہڑی کوئی
رہتا ہی اوسکے بزم مین اس بات کا خیال

بدتر ہے روز حشر سے بہی یہ شب فراق
ہوگا خدا کے آگے بہی اس رات کا خیال

جور و جفا سے کام اونہین رہتا ہے مدام
خاطر کسیکی ہے نہ ملاقات کا خیال

وعدہ وفا کا کچھہ نہ کیا اور دیا جواب
تہا اوسکے دلمین میرے سوالات کا خیال

ماہ صیام آگیا لو اس مہینے مین
یہان اس سے پہلے دلمین تھا برسات کا خیال

پورے ہین شور قول کے اپنی بہ قول داغ
انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

ردیف میم

آئے کدہر اور کدہر گئے ہم
اس بہید سے بے خبر گئے ہم

یان آ نکے خاک کر گئے ہم
الزام سر اپنے دہر گئے ہم

روتی ہی تمام عمر گذری
آخر کو بہے چشم تر گئے ہم

مہمان رہے یان پہ دو ہی دنکی
اس عرصہ مین کچھہ نہ کر گئے ہم

ہم مثل شرر بنے تہے گویا
اوٹہتے ہی معًا جو مر گئے ہم

تیرا ہے وہ جلوہ ہر طرف تہا
دیکہا تجہے بس جدہر گئے ہم

جب دل مین تہا حق ہمارے موجود
ناحق ادہر ادہر گئے ہم

پس ماندون پہ رحم کیجو معبود
عمر اپنی بسر تو کر گئے ہم
نالہ مین اثر تہا اپنے بے شک
پر خوف اوسی کا کر گئے ہم
دل دیکے اوسے جئی نہ کچھہ بہی
بے آئے ہی گویا مر گئے ہم
دیکھا تو خدا تہا خود ہی مین شور
کیون دہونڈنے دربدر گئے ہم

جیسے ہوئے ہین زلف کی زندانیون مین ہم
رہتے ہین کس بلا کی پریشانیون مین ہم
باد صبا کو آنے نہ دین اوسکی در تلک
نام اپنا اب لکہا مینگے دربانیون مین ہم
شکوے کئے جو اوسسے تو ثابت خطا ہوئی
قایل ہین آپ اپنی پشیمانیون مین ہم
وہان آئنہ کو دیکھہ وہ حیران ہی حسن پر
یہان اپنا عشق دیکھکے حیرانیون مین ہم
مجنون کے بعد آگیا نجد اپنی حصہ مین
کیونکر نہ پائین فخر بیابانیون مین ہم
لگتے ہی ایک ہاتہہ کے دل بیٹھہ ہی گیا
اوچہلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم
تم شور خوب کہہ لو ہمین بے نقط برا
دینگے جواب اسکا کبہی معنیون مین ہم

گذرے ہی جو کہ دم پہ کہین کیا کسی سی ہم
دل دیکے اونکو ہو گئے بیزار جی سے ہم

منزل ہی دور کوئی نہ رہبر نہ ہم سفر
دل کی خبر رہی ہی نہ کچھہ جانکی ہمین

بیٹھے ہین آ کے راہ مین کس بیکسی سے ہم
رہتے ہین اپنی گھر مین بہی اک اجنبی سے ہم

کیا محو چشم مست نے اوسکے ہمین کیا
کیفیت اپنی پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

ارمان وحسرتونکا ہی ہوگا ہجوم ساتھ
بعد از فنا جب اوٹھینگے تری گلی سے ہم

درد فراق مین ترے بیخود ہوئی زبس
آگے کو ہونا کیا ہے یہہ پوچھین کسی سے ہم

مقتل مین امتحان ہی ہین جانکا ہمین
جاتے ہین سر کو ہاتھہ مین لے کس خوشی سے ہم

ہم درد وغمسے مرتے ہین وہ طعن کرتے ہین
گرتے زمین مین ہین ردز ہین شرمندگی سے ہم

جور وستم کا شور ترے کرتا کون ہان
اوٹہتے نہ جب کہ حشر مین بے طاقتی سے ہم

ردیف نون منقوطہ

ترے بندۂ پر خطا ہی ہمین ہین
گنہ سے اسیر سزا ہی ہمین ہین

بباطن خدا کے ہین ہم پاس لیکن
جو ظاہر مین دیکھو جدا ہی ہمین ہین

جہان مین نہ ہمسا گنہگار ہوگا
گنہگارونکے پیشوا ہی ہمین ہین

گنہگار و ناچیز و نابود و ناکس
ہے جو کچھہ کہ اس سے سوا ہی ہمین ہین

سمجھتے ہین اسیر ترے اسکو بہتر
مسیحا ترے خاک پا بہی ہمین ہین

قیامت کو شافع ہمارا تو ہی ہے
کہ تو شاہ تیرے گدا بہی ہمین ہین

نہ چہوڑینگے دامن تیرا ہاتھ سے ہم
ہوا خواہ اور باوفا بہی ہمین ہین

ملا خاک مین اے فلک بس نہ ہمکو
کہ مجبور شان خدا بہی ہمین ہین

بقا اور فنا سب ہمارے لئے ہے
بقا بہی ہمین ہین فنا بہی ہمین ہین

دم آخری شور کیون ہو نہ شورش
کہ جینے سے بس بے مزا بہی ہمین ہین

نہ آتے ہم اگر صیاد ظالم تیرے شوشی مین
تو اس کنج قفس کے عمر بہر رہتے نہ گوشہ مین

ہمین لخت جگر اور خون دل سے کچہہ نہین خوشتر
خدا نے دی ہی برکت خوب ہمکو اپنی توشے مین

ہمارے دل پہ داغون کا ہجوم اسطرح ہی ہمدم
کہ جیسے ہوتی ہین انگور چسپان ایک خوشے مین

تصدق کیون نہون اپنی اسیری پے سراسر ہم
ہزارون آفت دنیا سے ہین محفوظ گوشہ مین

بچاتا حضرت دلکو بتون سے شور صاحب تم
نہ آنا بس خدا کیواسطے کچہہ انکی شوشے مین

بہلا کیا خاک ہوگا لحمۂ دل کے اک پرو سے مین
شکم پر بہی خدا دیگا ہم اوسکے ہین تہردین

خدا کی شان جھکتے ہین جو آگے سنگ اسود کے
خداوندا تو ہی بخشیگا ہمکو اپنی رحمت سے
زبان اپنی گر و گندی نہ حال ہوگا کچھ آئین پہ

سمجھتے فخر اپنا ہین اوسکے ایک بوسے ہین
گذاری عمر ساری ہی فقط نیر بہرے ہین
نہین ممکن کہ مرجائیے کیسکے کوئی کوسے مین

بنا یگا کوئی بہی نعمت دنیا سی ہرگز
مزا جکو ملا جو شوربے سن کے سنبوسے مین

زلف مصروف پیچ اور خم مین
غم دنیا ہے اور فکر نجات
آمد شد سے دم کے ظاہر ہے
جو مقدر مین ہے ملیگا وہی
حسن پر تمکو عشق پر ہملین ناز
سر پہ ہے اپنے کوہ غم دنرات
غم دنیا کرین کہ روز حساب
راتدن بحر اشک جاری ہے
بیکلی دل کو رہتی ہے دنرات

ہم پریشان ہین سارے عالم مین
ان سے بڑھکر ہے کیا جہنم مین
جائے گی یون ہے روح اکرم مین
چاہیئے شکر بیش اور کم مین
فرق پھر کیا ہے تم مین اور ہم مین
ایسی طاقت کہان تہی رستم مین
سخت مشکل ہے فرصت کم مین
کیا سمندر ہے چشم پر نم مین
گل کہلینگے کچھ اسکے موسم مین

لے گیا دل کو جب سے وہ دلبر
وہان نہین یار تو بقول میر

جان لب پر ہے او سکے ماتم مین
ایسی جنت گئی جہنم مین

شور صاحب نہین ہین پہلے سے
جو جوانی کے تھے وہ عالم مین

دست رس کب تھی جو ہوتین وہ میسر چھاتیان
جونک پتھر کو نہین لگتی کسی کا قول ہے
جب لب دریا برابر دو حباب آئے نظر
گردش ایام سے ہی سخت کیونکر وہ ہون
کوئی مر جاوے کہ جی جائے وہان کچھ غم نہین
سر سے پانو تک تو سارا جسم ہی نازک کمال
یہ ہی باعث ہی ہو تو نکے سنگدل ہونیکا صاف
سنگ خارا کی صفت سنتی تھے لوگون سے کبھی
دل بتون کا نرم ہونا ہی نہین ممکن کبھی
جو کوئی پتھر سے نسبت دے وہ خود ہی سنگدل

منتون سے ہاتھ آئین پانو پڑ کر چھاتیان
پر ستمگر ہین تیری اوس سے بھی بڑ کر چھاتیان
یاد آئین محرم آبی مین دلبر چھاتیان
مونگ دلتی ہین میرے سینہ پہ دن بھر چھاتیان
سنگدل دیکھا نہ ایسے ہمنے پتھر چھاتیان
سخت پتھر ایسی نہی اوسپر یہ کیونکر چھاتیان
مثل پتھر ہوتی ہین انکی مقرر چھاتیان
آنکھ سے اب دیکھ لین اوس سے فزون تر چھاتیان
پھر تڑے پتھر ہین اور پتھر سے بر تر چھاتیان
ہی کجا پتھر کجا یہ مثل گوہر چھاتیان

کیون نہ دل انسان کا ایشور پھسلے بار بار
ایسی گوری اور چکنی ہونگی کمتر چھاتیان

نہ کیونکر دمبدم ہووے تیر انداز کو سینہ مین
تصور کو تیرے رہتا ہوا منظور سینہ مین

تیرا لطف تبسم جب نمک اون پر چھڑکتا ہے
مزے لیتے ہین کیا کیا زخم کے رنجور سینہ مین

ملے ہین جب سے ہم سنگین دلون سے کیا کہین ہمدم
ہوا ان پتھرون سے شیشۂ دل چور سینہ مین

نہ کیونکر عرش پر پہونچے نظر تیری بس اے بلبل
اوترا ای خدا کا گھر سمجھکر حور سینہ مین

مشبک تیر مژگان سے ہوے دل اور جگر اپنے
بنا کیا کیا خلش سے خانۂ زنبور سینہ مین

الم اور یاس و حسرت بیکسی ارمان اور حرمان
ہوے ہین کسقدر سامان پر معمور سینہ مین

کوئی کمبخت دن ہوگا تمہاری یاد سے خالی
شبانہ روز رہتا ہے یہی مذکور سینہ مین

ہزارون سو رمان اور چارہ گر اپنی سی کر بیٹھے
نہین ممکن کہ اچھا ہووے اب ناسور سینہ مین

بھلا کیف دو عالم کیون نہ حاصل ہو تجھکو
بسی ہے جب سے اوسکی دیدۂ مخمور سینہ مین

نغمۂ بلبلان ہو بند اگر ہم چہکین
سرو پر قمریان خاموش رہین گر ہم چہکین

ابر ہے سینہ ہی دل انکو لگے ہم جو بہین
تم اودہر تشنہ مین کچھ ہمکو ادہر ہم چہکین

بلبلین نغمہ سرائی کی قسم کھا بیٹھین
ہم بھی اشعار سنا اپنے جو اک دم چہکین

کیون نہ مرغان چمن چہکتا ہو لین اپنا
آہ پُر درد سے ہم بھی جو شب غم چہکین

آئے ہین باغ مین گلگشت کو جب وہ گلرو
بلبلین توڑ کے دل کیونکہ نہ ہر دم چہکین

سنتے ہین گر آہ و فغان میری اسیران قفس
شب کو چہکین وہ کبھی اور نہ سحر دم چہکین

فرقت گل مین جو رونے کی صدا سن لین میری
بلبلین باغ مین با دیدہ پر نم چہکین

تم ہمدم رنجیدہ ادھر دور سے ہم چلا آئین
تم اودھر چہک رہے اور ادھر ہم چہکین

شور گلشن جو سن پائین یہ مرغان چمن
رشک سے مونہہ کو نہ کھولین وہ اکدم چہکین

پاس بیٹھے نہ کبھی ہمکو بٹھاتے بھی نہین
دور رہنے سے وہ ہاتھ اپنی اوٹھاتی بھی نہین

درد دل کس سے کہون داد مین کس سے چاہون
میری سنتے بھی نہین شکل دکھاتے بھی نہین

سلسلہ آمد و شد کا ہوا جب سے مسدود
وہ یہان آتے نہین ہم وہان جاتے بھی نہین

غصہ کرتے ہو بہت اور اوسے کہتے ہو حرام
جو بری چیز ہوئی پھر اوسے کھاتے بھی نہین

نیچی نظرون سے مجھے دیکھتے ہین در پردہ
آنکھ اوٹھاتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین

بیٹھا دیکھا جو مجھے کوچہ مین اپنی تو کہا
کیسے دربان ہین کہ جو اسکو اوٹھاتے بھی نہین

دور رہتے ہین مگر پاس نہین آتے کبھی
دل لیا جسسے میرا پھر نہ خبر کو آئے

ایسے بگڑے ہین کہ بگڑے کو بناتے ہی نہین
جس سے کچھ لیتے ہین پھر اوسکو بتاتے ہی نہین

شور صاحب نے دیا جب سے دل اپنا اونکو
اپنی کچھ کہتے نہین اونکی سناتے ہی نہین

جو کل آئے یہان تھے ہم لگی اونکی بٹھانے مین
تکلف بڑھ گیا اونکو ہمارے پاس آنے مین
عدو ہین برخلاف اپنی حیا مانع ہی اونکو دونون
عجب الفت کا قصہ ہمنے بس برعکس کچھ دیکھا
سنا ہی قصہ گوئی مین ہر اک کو نیند آتی ہے
کبھی دلکو جلاتے ہین کبھی پانی چھڑکتے ہین
کہا مین نے کہ مجکو رنج دینے سی تمہین حاصل
جوان ہو کر جھجکنے کیا ہوا اپنی تیر مژگان سے

وہ آج آکر ہوئے شامل ہماری ہی اوٹھانے مین
ہمین تکلیف ہوتی ہی وہانکے آنے جانے مین
رہا پھر لطف کیا دونو کے آنے اور جانے مین
ہمین روٹھی تھے اونسے پھر ہین ہم درپہ منانے مین
سحر ہوتی ہے سننے والونکو میرے فسانے مین
کوئی ثانی نہین اونکا لگانے اور بجھانے مین
تو فرمایا کہ لطف آتا ہے ہمکو بس ستانے مین
لگا وہ ہاتھ اک ٹکر ہی میرے دلکے نشانے مین

نہ یارون مین رہی یاری نہ اپنون مین وفاداری
ہوا ہے انقلاب اے شور کچھ ایسا زمانی مین

نہ دیکھا آنکھ بھرکر تو نے ہرگز نازنین برسون
گھسی ہی آستان پہ تیرے ہمنے گو جبین برسون

نہ لایا پہولکر مرقد پہ وہ دو پھول ہی گلرو
رہی اس آرزو مین منتظر زیر زمین برسون

ادہین دربان سے یہہ تاکید رہتی ہی مرے حق مین
نہ آنے پاے اس کوچہ کے گرد ہرگز قرین برسون

اثر ہوتا نہین ہے سرد مہرونکی کبھی دل پر
زبان پر آئے گو عاشق کے آہ آتشین برسون

بہلا اس ظلم سے کیا ہاتھ آیا آسمان تیرے
رکھا بے چین مجکو تو نے ظالم بر زمین برسون

رہا ہو کر بہی ہم ذوق اسیری کو نہین بہولے
رہے گرچہ اسیر دام زلف عنبرین برسون

نہ نکلی اُف تلک بہی موںھ سی اوس بے رحم کی اکدن
رہا چکر مین میرے آہ سے چرخ برین برسون

تھمے آنسو نہ اک پل بہی کبہی رنج سے ہجر تو
رہے تر چشم گریان پر ہمارے آستین برسون

اوٹہے گا کوہ غم کس سے بہلا اس عشق کا ہمدم
یہہ حصہ ہے ہمارا اور اوٹہائینگے ہمین برسون

وہ آئین تو کبہی بہولے سی یہان تک تو دکھا دون مین
کرون اک سحر مین ایسا کہ رہجائین یہین برسون

کبہی موںھ سی نہ نکلے وعدۂ وصلت مین ہان ہرگز
زبان پر اونکے جب آئے تو وہ ہی بس نہین برسون

اگرچہ راہ الفت مین ہم اپنی جان بہی دے بیٹہے
نہ آیا جیتے جی تک پر کبہی اونکو یقین برسون

عجب کچہ رنگ بدلا اب ہی یاران طریقت کا
پھرے وہ شور تجھسے جو رہے ہی ہمنشین برسون

زلفون کی پڑی رہتی ہی زنجیر گلے مین — ابرو کی چلا کرتی ہی شمشیر گلی مین

سنکر اسے سب وجد مین ہین جن لور انسان — کیا رکہی ہے حق نے تیری تاثیر گلے مین

ہے ضعف کی اب مجکو شکایت پہ شکایت — رکتا ہے جو یہہ نالۂ شبگیر گلے مین

اوس زلف مسلسل کی ہے کیا خوب اسیری — پانون مین پڑین بیڑیان زنجیر گلے مین

کہینچے ہی طرف اپنی جو وہ جان جہان کو — کیا بخشی خدا نے تیرے تسخیر گلے مین

پیکان جو تیرے تیر کا شہ رگ کے ہوا پار — کیا اوسکا مزا لیتا ہے نخچیر گلے مین

یہہ شوق شہادت ہے کہ ہم بے طلب اوسکے — مقتل کو چلے ڈال کے شمشیر گلے مین

پانی نہین حلقوم سے دیتا ہے اوترنے — پہونچا ہے تیرے غمزہ کا جو تیر گلے مین

اب دیکہہ کے صورت تیری پہر کسکو مین دیکہون — دن رات تیری رہتی ہے تصویر گلے مین

ہاتونکا تصور تمہین الشور ہے کسکا
اٹکے ہے جو ہر لفظ پہ تقریر گلے مین

شور کرنا دلِ حزین نہ کہین — چپ ہی رہجاؤ گے کہین نہ کہین

آسمان کو عدو سمجھتے میرا — خاک کردے مجھے زمین نہ کہین

زخم دل کاش ہو گئے اچھے — داغ رہجائینگے کہین نہ کہین

طالب بوسہ یون نہین ہوتے
یہان تو ہان پہ ہی جان تہی حاضر
نسبت انجم سے دون نہ افشان کو

وہ کرین کچہہ چنان چنین نہ کہین
نکلے وہان موںہہ سے پہر نہین نہ کہین
ہین جبین ہو وہ مہ جبین نہ کہین

سن کے آواز میری یون بولے
ہوئے وہ شور بد یقین نہ کہین

خشمگین ہو وہ نازنین نہ کہین
رات بہر ڈہونڈتے پہرے ہم تو
یہی گر زلف کی ہین پیچ و خم
وصل مین بہی یہی ہے اب کہٹکا
بال بال اسکے پیچ سے بچنا
زیست اپنی ہے روزن در پر

ہو عدو چرخ اور زمین نہ کہین
دن سے غایب تہے تم کہین نہ کہین
دل اولجہہ جائیگا کہین نہ کہین
موںہہ چہپائے وہ شرمگین نہ کہین
مار دے زلف عنبرین نہ کہین
دیکہہ پائے وہ دوربین نہ کہین

موںہہ لگاتا نہ زلف کو تم شور
نکلے یہ مار آستین نہ کہین

نہ مروت کے وہ شیوے ہی نہ مدارتین ہین
کیون یہ بدلے ہوئے انداز ہین کیا باتین ہین

نہ وہ غمزے نہ وہ عشوے نہ کرشمے نہ ادا
نہ وہ شوخی نہ دلاویز وہ گھاتین ہین

ہائے اے عمر جوانی تجھے کیا کیا رووں
نہ وہ پہلی سے ہین دن اور نہ وہ راتین ہین

کیسی ہی چال چلے سوچ کے کوئی ہمدم
بازیِ عشق مین ہر طرح مگر ماتین ہین

کسنے لوٹا ہے تصور مین مزہ جوبن کا
نہ وہ رخسار ہین خوبون کے نہ وہ گاتین ہین

چلبلے پن نے شب وصل بھی بے چین رکھا
کبھی چٹکی کبھی کھنچی ہے کبھی لاتین ہین

انقلاب ایسا زمانہ مین ہوا ہے اب تو
لوگ پہلے سے نہ پہلی سی ملاقاتین ہین

اس زمانے مین ہر ادنے بھی ہوئے ہین اعلے
چلے شرفا یونسے بڑھکر کے بہت ذاتین ہین

کثرت آب سے دل بھی ہوا پانی پانی
نہ وہ موسم ہے نہ اب پہلی سی برساتین ہین

چھوڑ سب باتون کو اب شور کی یون گذری ہے
دنکو ہے ورد دعا شب کو مناجاتین ہین

اوٹھین کیا ضعف پیری سے کہ ہم ناچار بیٹھے ہین
اوٹھائے دست گیری ہی کوئی جو یار بیٹھے ہین

عجب کچھ آمد و شد ہے الٰہی تیری قدرت سے
کہ ایک آیا تو دو جانیکو یہان تیار بیٹھے ہین

غم عصیان و حسرت نامرادی اور پشیمانی
یہی ہمراہ چلنے کو میرے دو چار بیٹھے ہین

عجب صورت کی چالین کھیلین شطرنج دنیا کی
کہ لاکھون دین و ایمان اپنا ہمین ہار بیٹھے ہین

نہین رہنے کا یہان کوئی نہ بیٹھ جائے اقامت ہے
اوٹھو تم چلنے والو ہم بھی تو تیار بیٹھے ہین

ضعیفی چلنے دیتی ہے نہین کچھ کام اب ہمسے
کہ طاقت طاق مین رکھدی ہے اور بیکار بیٹھے ہین

نہ کچھ حسرت ہین اب دلمین نہ کچھ ارمان ہے باقی
کہ ہم مدتسے جان و دل کو اپنی مار بیٹھے ہین

ضعیفی سے ستاتے ہین ہر اک آزار جو ہمکو
تو جان و دل سی اسکے باعث ہم بیزار بیٹھے ہین

مسیحا مشکلین آسان کردی شور صاحب کی
کہ اکر دست بستہ وہ تیرے دربار بیٹھے ہین

ایسی ہی کونسی خوبی ہے جو دلبر مین نہین
نام کو ایک وفا ہاے ستمگر مین نہین

دود دل نے کیا تاریک شب ہجر کو بھی
روشنی دیتی دکھائی کسی اختر مین نہین

زندہ گفتار پہ مرتے ہین بھی تیرے ہر دم
مردے کب ہوتے ہین زندہ تیری ٹھوکر مین نہین

حشر برپا نہین نالون سے شب ہجر مین کب
ہوتی کسوقت قیامت بھی میرے گھر مین نہین

وصل کا تھا ابھی اقرار ابھی ہی انکار
ہے مصمم ابھی وعدہ ابھی دم بھر مین نہین

ظلم پر آپکے دعوے نکرونگا ہرگز
کیجئے اندیشہ کسیطرحکا محشر مین نہین

وصل کا وعدہ و پیمان عبث ہی ہر روز
قضا کہدے مجھے کہ یہہ تیرے مقدر مین نہین

گردش چرخ نے پامال کیا ہے مجھکو
رکھتے گردش ہی مجھی کسوقت یہہ چکر مین نہین

وہ گئے دن کہ منانیکو وہ خود آتے تھے
میری شہرت تو ہوئی وامق و مجنون سے سوا

اب وہ تاثیر بھی پہلی دل مضطر مین نہین
عشق کا چرچہ میرے کونسے اب گھر مین نہین

کیونکہ آزردہ نہ الفت مین رہین شور مدام
جُز جفا مہر و وفا کچھہ دل دلبر مین نہین

خوشی دیکھتے ہین نہ غم دیکھتے ہین
تیری خوش خرامی جو ہم دیکھتے ہین
جو کچھہ تو ہے تمپہ فضل خدا
طرف غیر کے جب کہ تم دیکھتے ہو
جو رونا یہہ ہی راتدن کا رہے گا
تو کیا سبب تمسے ہم راتدن
نہین لگتا اس دار فانی مین اب دل
سمجھہ مین نہین آتین اسعم کی چالین

جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہین
تو ہر ہر قدم پر ارم دیکھتے ہین
تمہین سب خدا کی قسم دیکھتے ہین
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہین
تیری خیر کم چشم نم دیکھتے ہین
کرم کی عوض جو ستم دیکھتے ہین
کوئی دن مین ملک عدم دیکھتے ہین
اسے غور سے دمبدم دیکھتے ہین

بہت ہین زبانے تو اے شور جافر
مگر یار جانی کو کم دیکھتے ہین

جاے ہی ملک عدم کو جو کوئی آتا نہین ۔ اور خبر اپنی یہان کچھہ بہی وہ پہونچاتا نہین

جسم خاکی یہان رہا اور روح پہونچی عرش پر ۔ اوسپہ کیا گذرے خبر اوسکی کوئی لاتا نہین

جو کرو گے پاؤگے بے شک یہان بہی اور وہان ۔ پہہ نہ سمجہو جرم کی کوئی سزا پاتا نہین

کل جو بیٹھے تہے یہان خوش آج وہانکو چل دئے ۔ ماجرا اسکا کوئی بہی مجہکو سمجہاتا نہین

رہتا ہے پردہ مین دل کے راتدن ہی وہ مگر ۔ سامنے آتا نہین صورت کو دکہلاتا نہین

کسکو بہیجون بر کے لائے خبر جو میرے پاس ۔ بے بولائے یہان سے کوئی وہان تلک جاتا نہین

یاد جب آتی ہین وہ ملک عدم کی راہ رو ۔ پہر دل بے صبر کو دم بہر بہی صبر آتا نہین

ہجر مین مہر خموشی مونہہ پہ ہی بس راتدن ۔ حیف جز خون جگر اکچہ یہہ دل کہاتا نہین

ہائے ضعف ناتوانے کیسا بیکس کردیا ۔ بے عصا آہ ہم سے اب اوٹہا جاتا نہین

وعظ مین لگتا ہے دل اور سب طرف سے ہٹ گیا ۔ اب بجز یاد خدا کچہ بہی ہمین بہاتا نہین

جانتا ہے ایکدن آئیگا وہ روز حساب ۔ پہر بہی عصیان پر اپنی شرماتا نہین

کیا ہنسے دار فنا مین شور دو دن کے لئے
کونسا دن ہے غم عصیان جو رلواتا نہین

ردیف واو

باغ و سبزہ ہو مجلس مُل ہو — ہم ہون اور یار ساغر گل ہو

گر میان وصل کی رہین دن رات — پہر نہ تم سے کبہی تغافل ہو

بوئے گل آئے گی نہ پہر جا کر — بے خبر تو نہ اس سے بلبل ہو

نہ ہلاو شیون کی تو زنجیر — کیا عجب ہے جو شور اور غل ہو

دود دل کہا کے بل نکلتا ہے — جیسے حمدار اوسکی کاکل ہو

حال دل کسطرح سے اپنا کہون — جبکہ سننے مین وان تامل ہو

دعوئے خون کرونگا تجہپہ نسیم — رہ گیا مین چراغ ساگل ہو

آہ جلا لالہ سان رہا تو کیا — دل جلے گر تو خاک بالکل ہو

پانی زاہد کے موتہ مین پہر آوے — جبکہ مینا سے شور قلقل ہو

جب خدا ہے تو شور پہر غم کیا
چاہیئے اوسپہ ہی توکل ہو

تا بچند انتظار قیامت شتاب ہو — یا عاشقی کے نام کا خانہ خراب ہو

یان گنتے گنتے جرم کو اونگلی بہی گھس گئی — وان دیکہین کسطرح سے ہمارا حساب ہو

ایفائے وعدہ تمکو جو منظور ہی نہین — بہتر ہے صاف صاف ہمکو جواب ہو

جی چاہتا ہے اپنا کہ یون گذری عمر بھر
وہ گلبدن ہو باغ ہو دور شراب ہو

اس درد دل کا قصہ ہی بس طول اور طویل
اوّل سے تا تمام لکھون تو کتاب ہو

اوسکی تجلی دیکھ کے کیا تاب لاسکین
دونون مین کوئی ماہ ہو یا آفتاب ہو

ہم دل جلون کو ضبط سے ہی کام رات دن
دل جلکے خاک ہوئے کہ مثل کباب ہو

بخشش پہ اوسکی اپنا بھروسہ ہی ناصحا
کیسا ہی ہمسے کوئی عذاب و ثواب ہو

ہستی پہ ایکدم کی کرو شور اب نہ غل
اس بحر موجزن مین تمہین خود حباب ہو

صبا پیغام کچھ دینا مرا تو جا کے گلشن کو
ہوا خواہی سے چھوڑونگا نہ ہرگز تیرے دامن کو

نہ پوچھو ہمسے کیا ہم دیکھتے ہین اوسکی کوچہ مین
زمین ہی کچھ پسند آتی اگر دیدے وہ مدفن کو

کھلا جوڑا تو ایک اندھیر چھایا ساری عالم مین
اوٹھایا جب نقاب اوسنے تو دیکھا روز روشن کو

تبسم جب کیا اوسنے چمک دانتون کی بجلی تھی
لگائی آگ اوسنے ہی میرے ہستی کے خرمن کو

بسیرا جس شجر پہ لون اوسیکو باغبان کاٹے
الٰہی آگ لگیو ایسے گلشن اور نشیمن کو

تصور لالہ و گل سے قفس مین بھی نہین خالی
دعائے خیر ہم شام و سحر دیتے ہین گلشن کو

نزاکت کا بہانہ ہے وہ خود ڈر ڈر کے کی چلتے مین
پڑی ہی لاگ تیری تیغ سے کیا میری گردن کو

خداوندا کہین دست جنون کی ہاتہہ بہی ٹوٹین
ہمارے زخم کے ٹانکی جو بے رحمی سی بہرتے ہے
میری جانب سے کہنا اے صبا دیوار جانان سے
خداوندا شگون نیک سی وان جا کے پہر آوے
کیا کرتے تہے وہ سو سو زبان سے طعن کاکل پر

نہین وہ دیکھ سکتا ہی میری جیب اور دامن کو
تیری مژگان کی جانب دار ہی ہی بے رحم سوزن کو
نگاہین تاکتی رہتی ہین میری روز روزن کو
خبر کیوا سطے اوس بت کے بہیجا ہی برہمن کو
چمن سے کاٹ ڈالا باغبان نے آج سوسن کو

زبان شیرین سے بہتر کچہہ نہین ہے شور دنیا مین
بنا لیتے ہین اوس سے دوست اپنا دشمن کو

داغ دل ہین سیر کی قابل تم اگر دیکھ لو
پانی پانی شرم سے دم بہر مین ہو جایگا وہ
آپکے کوچہ سے اوٹہینگے نہ ہم تا حشر ہی
خون ہو جایگا اکدم مین ہی دل میرا تمام
زخم دل پر وہ نمکدان سے نہ کم ہوگا میرے
دل تو تم لے ہی چکے اب جان بہی حاضر ہے لو

ہے چمن رشک ارم تشریف لا کر دیکھ لو
روے تابان مہر کو اپنا دکھا کر دیکھ لو
دل اگر چاہے تو تم ہمکو بٹھا کر دیکھ لو
گر نہ باور ہو تو تم مہندی لگا کر دیکھ لو
گر تمہین منظور ہو تو مسکرا کر دیکھ لو
گر خیال عذر ہے تو آزما کر دیکھ لو

شور نالون سے تمہارے آسمان چکرائیگا

اسمین کچھ شک ہو تو پھر تم غل مچا کر دیکھ لو

رخ بے نقاب تیرے جو رشک قمر نہو | خورشید مونہہ چھپائے کہانتک سحر نہو
طولانی سخن سے تنفر او نہین وہان | یہان شوق یہہ کہ بات کوئی مختصر نہو
ہمت سے راہ عشق کو طی کیجئے ضرور | دل خضر ہی ہمارا اگر راہ بر نہو
جیسے کہ میری نالہ کی تاثیر اوڑ گئی | یارب دعائے غیر مین بہی کچھ اثر نہو
مایل کسی پہ تو ہو تو معلوم ہوئی خبر | میری طرح سے ہوش بہی دو دو پہر نہو
الفت عدو سے ایک ہی دن پہر بیٹھنے نہین | میری طرح سے یار اگر در گذر نہو
دل کی کشش غضب میرا نالہ ہی پُر اثر | ممکن نہین کہ دو مین کسیکا اثر نہو
پر تیر سے اوڑا ہے وہان کسی قاصد کے سنان ہو | اندیشہ ہے کہ میرا کہین نامہ بر نہو
دیتا زمانہ صاحب جوہر کو اوج ہے | کسکام کا بشر ہے کہ جسمین ہنر نہو
جوش جنون مین گھر سے دل اب اوٹھ گیا میرا | اوس جا کا قصد ہے جہان دیوار و در نہو
جب مین دعائین مانگتا ہون شام سحر مین | شوخی سے کہتے وہ مین الہی اثر نہو

عشق بتان سے شور یہہ اندیشہ ہے ہمین
حضرت کی جان کا کہین اکدن ضرر نہو

تمہین کہتے ہین مہ و مہر جنہین زوال بھی ہو
فزون ہو دونون سے اور با کمال بھی ہو

تمہارے جلوہ کے آگے ہین ماہ و خور بے نور
کہ با جلال و جمال اور بے مثال بھی ہو

کرو جو قتل مجھے مین خوشی سے حاضر ہون
تمہین ثواب بھی ہو خون میرا حلال بھی ہو

کسی کو مردہ کسی کو بناتے ہو زندہ
کمال کرنے مین تم صاحب کمال بھی ہو

کبھی تو وصل کے وعدہ کا کچھ خیال کرو
اسی امید پہ شاید مرا وصال بھی ہو

جبین پہ افشان ہے رخ مہر ماہ تو ابرو
سپہر خوبی پہ خورشید ہو ہلال بھی ہو

شراب سبزہ ہو آب روان ہو صحن چمن
مزا تو جب ہو کہ ایک شوخ خوش جمال بھی ہو

یون خوشخرامی کی قایل نہین ہین اکی ہم
بپا ہو جس سے قیامت وہ طرز چال بھی ہو

مرے فسردہ دلی سے جو تم ہوئی ناراض
مجھے خدا کی قسم جو کوئی خیال بھی ہو

تمہارے طرز ہوئے شور اب ہین معلوم
کہ قدردان سخن اور خوش مقال بھی ہو

ردیف ہائے ہوز

مرے تو سبکو جانا ہی اک دن قضا کے ساتھ
جینے کا لطف انکو ہی جو ہین ہدا کے ساتھ

لطف بہار ہمکو قفس مین کہان نصیب
آتا ہے برگ گل کبھی اڑ کر صبا کے ساتھ

ایک آتش فصل گل مین نکل جاتی اپنی روح
تنہا نہ پایا اونکو کسی دن بھی غیر سے

گردش سے اوسکے پانو نہ خالی رہین کبھی
خالی نہین ہی خواہش دل سے کوئی بشر

کیونکر نہ خار دل پہ چبھی اسکا باغبان
پیاسے مر وگے بادہ کشو لو ستم ہوا

تیرا تو ہو سنگھار عزیزون کا خون ہو
ملجاتی بہہ ہوا اوسی ٹھنڈی ہوا کی ساتھ

جب آئی میرے گھر پہ تو پھر بھی حیا کی ساتھ
جسنے ملائی ہاتھ مین زلف دوتا کی ساتھ

جاتا ہی آرزو کو جہان سے لگا کی ساتھ
اوس گل کو آج دیکھا ہی مین نے صبا کے ساتھ

بنت عنب تو رہنے لگی پارسا کی ساتھ
کیا شوق ہاتھ کو ہی حیرے اس حنا کی ساتھ

اب تک تو شور صحبت رندان سے ربط تہا
باقی کٹے گی عمر کسی پارسا کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

جو کچھ کیا تہا ہم نے وہ یاد آرہا ہے
جبکے آنکھ دم بھر تو خواب مین یہ دیکھا

آمد و شد نفس سے ظاہر ہوا ہمین خوب
اے ساکنان دنیا چلنے مین دیر کیا ہی

روز حساب دل کو کیا ڈر دکھا رہا ہی
چل دو جہان سے اب تم کو ہی بلا رہا ہی

نقارہ یہہ سفر کا کوئی بجا رہا ہے
وہ وقت کو سنا ہے عرصہ لگا رہا ہے

پیری و عیب صدہا کام اپنا کر چکے ہین
جز استخوان ہماری اب تن مین کیا رہا ہے

ارض و سمان کی وسعت کیا اوسکی سامنے ہے
آنکھون مین میری ایسا کوئی سما رہا ہے

جسنے کہ جان و دل کو اوسپر کیا تصدق
دلکب خدا سے ایدل اکدم جدا رہا ہے

لو یارہم تو حضرت بخشو خطا ہماری
آنکھون سے دم نکل کر اب لب پہ آ رہا ہے

دل اور جان و لو نذر بتان ہوئے ہین
اب پاس میرے باقی کیا الحذر رہا ہے

تیری ہی آنکھ ہمنے دیکھی نہ اور سنی ہے
ہر اک غزال اوسپر آنکھین لگا رہا ہے

جو لوگ منتخب تھے وہ مر مٹے سبھی ہائے
جینے کا شور تجکو اب کیا مزا رہا ہے

ایکدن یہان کے تھا آنے کے لئے
دوسرا ٹہرا ہے جانیکے لئے

جو بھی آئے اوٹھا نیکے لئے
وہ ہی خود بیٹھے ہین جانیکے لئے

ایک دل اور ہزارون صدمات
اسپہ کیا کیا نہ زمانیکے لئے

خون دل لخت جگر ہے بس ہے
یہی پینے یہی کھانیکے لئے

بی سبب تہا نہین یہان کا آنا
آب و دانہ گیا لانے کے لئے

چاہیے یاد خدا دل سے ضرور
نہ گنہ ظاہر ہو دکھانیکے لئے

زلف کا بننا بگڑنا ہے میرا
دل کو مانگے ہے پھنسانیکے لئے

پایا جز خاک نہ کچھہ شور یہان
آئے اپنا کیا پانیکے لئے

زلف ہے اوسکی اگر دلکو پھنسانیکے لئے
آنکھہ بے شبہ ہے آنکھین کلو کھانیکے لئے

لب شیرین تیرے اور ترچھی نگاہین کافر
یہہ ہین ہنسنے کیلئے وہ ہین سولانیکے لئے

ہجر کے صدمے ترے نالہ پر سوز میرے
ہین یہہ دنرات بٹھانے اوٹھانیکے لئے

زلف کالی تیری انکھو نسے یہی کہتی ہے
مین تو اوستا ہون جادو کی جگانیکے لئے

خون دل ہجر مین اور لخت جگر ہی بس ہین
یہہ ہی پینے کیلئے اور وہ کھانیکے لئے

گل رخسار تیرے آتشین ہو نام خدا
بنے قندیل ہین کعبہ مین لگانیکے لئے

وہ نہین آتے تو کافی ہے تصور اپنا
وانکے جانیکے لئے اور بس آنیکے لئے

فرق کیون شور مین اور اون مین نخودی ہمدم
چاہئی کیلئے یہہ وہ ہین ستانیکے لئے

ق

یاد بت یا خدا کرے کوئی
تھوڑی جینے پہ کیا کرے کوئی

گر کسی سے بھلا کرے کوئی
اوس سے پھر کیون برا کرے کوئی

پر زمانہ مین ابتو رسم یہہ ہے — کہ بہلے سے برا کرے کوئی
جب خدا ہی نہ اوسکے دلمین ہو — چاہ کر بت کو کیا کرے کوئی
یار ہو صحن باغ ہو ساقی — وہ گہڑی بہی خدا کرے کوئی
تیرے گہر کا ہو نہ جب نقشہ — لیکے جنت کو کیا کرے کوئی
دوستی مین جو دشمنی کرجائین — اونسے پہر کیون ملا کرے کوئی
لیکے دل جان کا تقاضہ ہے — اس سے پہر کیا گلا کرے کوئی
جز جفا وان وفا کا نام نہین — اونسے پہر کیا گلا کرے کوئی
فکر دنیا کرے کہ عقبے کی — اس چلا چل مین کیا کرے کوئی
آشنائی جہانسے اوٹھ ہی گئی — اب کسی آشنا کرے کوئی
جیتے جی عشق مین نہین جب چین — کیون کسی پر مرا کرے کوئی

شاعری شور دل لگی ہے خوب
اسپہ پہر کیون لڑا کرے کوئی

وحشت نہ کیون ہو دوست بہی دشمن سے جاملے — ہم خاک ہو کے وشت کے دامن سے جاملے
اب دیکہین ہمسے آنکھ وہ کیونکر چراتے ہین — تار نظر ہمارے بہی روزن سے جاملے

مدتسے تہی تلاش ہمین گلعذار کی
پایا پتہ صبا سے تو گلشن سے جا ملے

لیلے سے کہدو راست ہی مجنون کا عشق گر
سب چہوڑ چہاڑ نجد کے وہ بن سے جا ملے

ہو شغل میکشی مین نہ کچہہ حرج خوف ہی
ساقی کہین نہ زاہد بدظن سے جا ملے

اکدن زمین پہ چین نہ زیر آسمان ملا
آخر کو ہو کے خاک ہی مدفن سی جا ملے

مشتاق سر ہمارا ہے ابرو کی تیغ کا
ایسا اشارہ ہو رگ گردن سی جا ملے

کیونکر نہ چار چشم ہو طرفین اوس گھڑی
تار نگاہ اپنا جو چلمن سے جا ملے

اب راہ وصل کے ہوئے چارو نظر فسی بند
رہبر جو تہی ہمارے وہ رہزن سی جا ملے

عشق بتان مین ہو گئے ہم محو اسقدر
زنار پہن کر کے برہمن سے جا ملے

پتلون کوٹ کا یہہ چلن گھر بگہر ہوا
سب اہل ہند صاحب لندن سے جا ملے

آئے تہے کل تلک تو ترے بزم مین وہ شور
سنتے ہین آج صحبت دشمن سے جا ملے

عشق صنم مین جان و دل زار لے چلے
ہمراہ اپنے یان سے یہہ آزار لے چلے

جو بوسے گل کی طرح گئے نہ آئے چمن مین پھر
باغ جہان سے گل کی عوض خار لے چلے

آئے تہے ہم تو کرنے عبادت خدا کی یہان
غفلت سے پر خطاب گنہگار لے چلے

اکبار بہی کبہی نہ سبک اس سے ہم ہوئے
عصیان کا سر پہ اپنی یہہ انبار لیچلے

باغ جہان مین آئے تھے سر سبز ہونیکو
داغونکا پر گلے مین بنا ہار لیچلے

اکدن نہ وہ ہوا کبہی دوچار ہم سی ہائے
ارمان اسکے دل ہی مین ناچار لیچلے

تیر نظر نے کردیا سینہ مرا افگار
دل اور جگر پہ اوسکے کئی وار لیچلے

تیرے جفائین تجکو مبارک ہون اے صنم
شکوے سے میرے تو ہو بیزار لیچلے

اپشور وہ نہ بزم نہ وہ لوگ اب رہے
ارمان ہم اسکے دل مین تو بسیار لیچلے

رکہتا آرام سے اسکو جو یہہ کچہہ شاد رہے
آپکے پاس یہہ جب تک دل ناشاد رہے

کیا غضب کے یہہ بنی بت ہین اللہ اللہ
جنکی دیکہے سے کسیکو نہ خدا یاد رہے

آپکے چہنٹون مین اونکا نہ واعظ حضرت
آپکا خانہ مرا میکدہ آباد رہے

گہر سے بے گہر ہوئے صحرا مین بہی ہا دلگیر آیا
یہان رہی اور نہ وہان مفت مین برباد رہے

سُن لے یہہ تو دل مضطر کہ وہ نازک ہے مزاج
شور کچہہ کم رہے ہا سننے سی فریاد رہے

ایک دل اوسپہ پہر اس آہ و فغان کی صدمے
پس مُرے وقت مین کیا جانکی اوسی یاد رہے

کعبہ و دیر سے ہمکو نہ رہی کچہہ بہی غرض
ہم تو اس قصہ سے دونونہی کے آزاد رہے

تیرے تصویر کو دیکھے سے وہ بہت بن بیٹھے
اپنی جامہ مین نہین مانے دبہزاد رہے

دل و جان دونو ہی اس غمسی ہو اب رخصت یار
دیکھیے آگی کوکب تک تری بیداد رہے

تیرے قامت کو اگر دیکھ لے تو شرم سے پھر
باغ مین نام کو اک سرو نہ شمشاد رہے

تمنے اب شور کے ملنے سے کیا ہی انکار
یہہ تو ہم جان گئے اور کچھہ ارشاد رہے

جا ملا اوسکے روے انور سے
آئینہ روٹھکر سکندر سے

عید ہمکو ہے آج کام اپنا
دبکے دم لیلیا ہے خنجر سے

آتے ہی میرے ہوگیا وہ بند
سمجھے اللہ رخنۂ در سے

در پے جان تھی کاکل مشکین
مار کر یہہ بلا ٹلی سر سے

چشم مخمور سے ہین ہم مسرور
دور رہتے ہین دور ساغر سے

واہ وا دوسرا نہین تمسا
بولا عکس آئینہ کے اندر سے

جب گیا ڈر تو یہہ صدف بولے
دانہ پانی اوٹھا میرے گھر سے

آگ دوزخ کی جلتی ہے مجھسے
بجھتی ہے میرے دیدۂ تر سے

نالہ سے اپنے ہے مجھے شکوہ
جو کہ گرجے بھلا وہ کب برسے

وہ تو پتھر سے یہہ دُر نایاب | کب مقابل ہوا اشک گوہر سے

شکوہ اثر کرو نہ شور اب تم
آج مل جاؤ اپنے دلبر سے

بہر وسہ کچھہ نہین دم کا ہوا کا کارخانہ ہے | بقا معلوم یہان ہر دم فنا کا کارخانہ ہے
رکھی جس حال مین معبود صبر و شکر لازم ہی | دو عالم مین اوسیکی اک رضا کا کارخانہ ہے
اگر بخشے عنایت ہی وگرنہ کیا شکایت ہے | خدا کے ہاتھہ مین روز جزا کا کارخانہ ہے
ہمیشہ رنگ بدلے ہی پہر چرخ نیلفر اپنا | کچھہ اسکے رنگ مین حکم خدا کا کارخانہ ہے
کھلا ہے آمد و رفت نفس سے ہمکو یہہ عقدہ | کہ اس روح روان مین سب ہوا کا کارخانہ ہے
کوئی آتا ہے دنیا مین کوئی جاتا ہی عقبی کو | کہ جاری رات دن قدر و قضا کا کارخانہ ہے
نہ کر تفریق تو دیر و حرم مین کچھہ بہی ای زاہد | کہ دونون مین خدا ہے اور اوسیکا کارخانہ ہے
نہ شرم انکھون مین باقی ہی نہ کچھہ پردہ کی باتین ہین | جہان سی یکقلم اوٹھا حیا کا کارخانہ ہے
بتون کی خود نمائی کا عبث شکوہ ہی اے نادان | بنائے سب خدا کے ہین خدا کا کارخانہ ہے
ذرا ہشیار رہنا اوس نگاہ مست سے ای دل | ملا کر آنکھہ پہر پہر سے دغا کا کارخانہ ہے

نہ امید وفا رکہنا کبھی ای شور تم انسے

کہ یہان اپنے پرائے مین ریا کا کارخانہ ہے

یہہ بارش ہی کہ طوفان ہی بہرا بازار مین پانی
غضب سیلاب سے پُر ہے در و دیوار مین پانی

فلک مین پڑ گئی شاید کہ رخنی جوش بارش سے
نہین کم لمحہ شور دریا بار مین پانی

ہی عرش و فرش ایک پانیکا تختہ جسطرف دیکہو
زمین مین آسمان مین دشت مین کہسار مین پانی

زراعت غرق صد ہا دیہہ ہوے برباد پانی سے
زمینداروں کے جای خون ہی جسم زار مین پانی

نہین برسات ایکی نوح کی طوفان سے کچھ کم
ہی گل مین پانی اور گلبن مین اور ہر خار مین پانی

زمین و آسمان اک کاسہ لبریز ہین ہر دم
قیامت ساتھ لایا ہی ہر اک بوچھار مین پانی

سُنے کانوں سے ایسے اور نہ دیکھی اپنی آنکھوں سے
عجب طوفان ہی لایا اثر گفتار مین پانی

نہ دل کسطرح پانی پانی ہووے جوشش وحشت سے
نظر آتا ہی ہمدم کچھ بُرے آثار مین پانی

نشان باد مغرب نام کو پاتے نہین دم بہر
قیامت روز دکہلاتا ہے اب ہر بار مین پانی

عجب کیا ہی کرے سرکار ہی چشم ترحم کچھ
زمینداروں کا دل پانی ہی جان زار مین پانی

چمک سے برق کی دل کا پہٹتا ہی جان ہے مضطر
قیامت ہی سحر کو اور شام تار مین پانی

غضب بارش کے شور اشوری آفت خیز ہی ہر دم
ہمین ڈالے ہی کیسا شور یہہ افکار مین پانی

جو کوئی پوچھتا ہے ہمسے تم کہین کے ہوئے
گرایا اوسنے نظر سے نہ چین اسنے دیا
رہے ہمیشہ بہار سے ہی لیکن تم پنہان
نہ اوٹھ بیٹھ سکے آخر ضعیفی کے باعث
کبھی ہی عین عنایت کبھی بڑی شکایت ہے
تمہاری نیچی نظر نے کیا ہمین پامال
تم اپنے حسن پہ نازان ہو اور عشق پہ ہم
چڑہائی تیوری جب اوسنی بن گئی جانپر
دل اور جان جو اپنی تھے لیلئے تم نے

لوصاف کہتے ہین ہان اوسکے اک نہین کے ہوئے
ہوئے عزیز فلک کے نہ ہمدم زمین کے ہوئے
نہ ہم مکان کے ہوئے نہ کبھی مکین کے ہوئے
مثال اشک جہان گر پڑے وہین کے ہوئے
غرضکہ ہم تو تمہارے چنان چنین کے ہوئے
کہ پل مین نذر ستم چشم شرمگین کے ہوئے
کسیکے تم نہوے اور نہ ہم کہین کے ہوئے
کہین کے ہم نہ رہے اوسکی چین جبین کے ہوئے
سمجھتے اپنا تھے جنکو وہ مار آستین کے ہوئے

نہ چھوڑا صید زمانہ مین ایک بہی اوسنے
شکار شور بہی اوس چشم دوربین کے ہوئے

آتا ہے جب تصور جانان کبھی کبھی
صورت کو اپنی دیکھکے آئینہ مین بغور
پہندے سے زلف پیچان کے بچتا ہو بال بال

اوترین ہین دلکے شیشہ مین پریان کبھی کبھی
ہوتے ہین خود وہ ششدر و حیران کبھی کبھی
ہوتا ہی پہر بہی دل یہ پریشان کبھی کبھی

خاک مزار پر ترا احسان ہے صبا
لے جاتی ہے جو کوچہ جانان کبھی کبھی

گلرو تھی اک زمانہ مین اپنے گلے کے ہار
اسلئے آرزو ہے گلستان کبھی کبھی

سنتے وہ کب ہین اسلئے رہتی ہین دل مین ہے
آتے ہین لب تلک مرے ارمان کبھی کبھی

جانا تو گھر عدو کے نہین تمسے چھوٹتا
آیا کرو ادھر بھی میری جان کبھی کبھی

ہو جاتے ایکدم مین ہین صحرا ہرے بھرے
اومڈین ہین جبکہ دیدہ گریان کبھی کبھی

چھوڑی شراب شور نے پینے مین وقت پر
ہوتا ہے جبکہ جلسہ یاران کبھی کبھی

چرخ چکر مین لائے جاتا ہے
مجکو در در پھرائے جاتا ہے

داغ اپنے جمائے جاتا ہے
مغز بک بک کے کھائے جاتا ہے

تشنہ خون ہوا ہے دست حنا
رنگ مجھسے وہ لائے جاتا ہے

شور محشر سے کم نہین نالہ
سوتون کو وہ جگائے جاتا ہے

چاہ کر تم کو یہ دل مضطر
کوئین اب تک جھکائے جاتا ہے

ہنسکے غیرون کے ساتھ وہ ظالم
روز مجھکو رولائے جاتا ہے

میری سنتا نہین ہے ایک بھی وہ
مجکو صد ہا سنائے جاتا ہے

درد اپنا کہون تو کہتے ہین
مغز کیون میرا کھائے جاتا ہے

کسکا دیکھا تہا وہ حنائی ہاتھ
خون آنکھون سے آئے جاتا ہے

خون دیتا تھا تمپہ جو مر کر
لیکے حسرت وہ ہائے جاتا ہے

ہجر مین محنت دل بجائے غذا
راتدن شور کھائے جاتا ہے

عجب اس نمایش کا شاہانہ دربار ہے
کہ رشک تجلے خورشید انوار ہے

وہ آرایش اور زیب و زینت ہی خوب
ارم کو بہی رشک اوس سے بسیار ہے

ہین حکام کرسی نشین اوسمین عالی مقام
کہ جنکی ثنا مین قلم قاصر و بیزار ہے

کمٹی کے ارکان بہی وہ وہ ہین منتخب
کہ جنکی بسا عمدہ رفتار و گفتار ہے

رؤساے ہر ضلع بہی اوسمین کرسی نشین
کہ جنکے سبب رونق جلسہ درکار ہے

وہ بازار جو سب بنا خوب ہی خوشنما
کہ تا دم بہار اوسکی سے دلمین گلزار ہے

دوکانین مرصع ہین ہر شہر کی چارسو
کہ دیکھ اونکو حیرت زدہ مینا بازار ہے

خدا اس نمایش کو رکھے سدا سال وار
یہہ صاحب کلکٹر کی کوشش کا اظہار ہے

علیگڈہ مین انصاف کا اونکی ہے زور شور
خدا ایسے حاکم سے خوشنود بسیار ہے

اور ہے مستقل جو علی گڈہ کا تحصیلدار
تو اوسکی بھی محنت یہان قابل اظہار ہے

نمایش ہوئی اوسکی دم سے زبس خوشنما
دیا اوسکو حاکم نے خوب اختیار ہے

کہ نام اوسکا نامی ہے آغا سلیمان شاہ
رئیس ضلع میرٹھ ہے اور زمیندار ہے

خدا خوش رکھے اوسکو ہر دم مدام
کہ خوش خلق ہے اور بڑا بردبار ہے

علی گڈہ مین اس جلسہ کا ہے جو یہہ شور آج
تو ذکر اسکا اب جا بجا لایق اظہار ہے

دے اسیرونکو تو صیاد سزا تہوڑی سہی
دانہ پانی ہے قفس مین نہ ہوا تہوڑی سہی

ایک ہی جام مین کچھ ورکی سوجہی ہمکو
ساقیا بہر خدا اور بہی لا تہوڑی سہی

کیفت کونین کی اسرار کہلینگے بیشک
شیخ تم لیلو اگر بہر خدا تہوڑی سہی

تم جفا کاری مین اُستاد جہان ہو مشہور
سیکہہ لو ہم سے مگر طرز وفا تہوڑی سہی

یہہ تو سب جور و جفا کی ہین پرانی شیوے
کچھ نئے اور ادا بہی ہو ادا تہوڑی سہی

زلف کو بہولے سے گر مشک ختا مین نے کہا
بخش دیجے یہہ ہوئی مجھسے خطا تہوڑی سہی

کثرت مے سے ہزاردن ہین ضرر کے آثار
دیتی ہے زیست کا ساقی یہہ مزا تہوڑی سہی

رات دن یاد خدا کی تو کسی ہے فرصت
مانگتے ہین سحر و شام دعا تہوڑی سہی

ہم تو اوس شوخ پہ کرتے ہین دل و جانکو فدا
جس مین ہو خوب جفا اور وفا تھوڑی سی

کوئی روزن تو کھلا رکھنا قفس کا صیاد
جسمین آتی رہے گلشن کی ہوا تھوڑی سی

چارہ گر جان بلب ہجر کا درمان معلوم
اب نہ دینا مجھے تم کوئی دوا تھوڑی سی

زاہدا خوف نکر داغ لکھو حسرت سے
پی تو لی چھپ کے ذرا مرد خدا تھوڑی سی

بزم جانان مین رسائی تو کہان ہی ایشور
دیکھ لیتے ہین تصور مین فضا تھوڑی سی

ہم بھی دکھلاتے محبت کی ادا تھوڑی سی
عمر کچھ کرتی ہماری جو وفا تھوڑی سی

خون دل لخت جگر سے نہین بہتر نعمت
ملی قسمت سے اگرچہ ہی غذا تھوڑی سی

فرش سے عرش پہ جا پہنچا اوٹھا نالا کہون
عمر انسان کو ملی خوب ہوا تھوڑی سی

باز پرس آپ سے ہو یہہ تو نہین ہی منظور
ہان جزا پائینگے کچھ روز جزا تھوڑی سی

کچھ تو اے جذب محبت ہمین دی بھر خدا
پر اثر نالہ ہو یا آہ رسا تھوڑی سی

خون عشاق کی ہو جائین بہت سے نہ کہین
ملتے ہاتھو نہین ہین وہ اپنی حنا تھوڑی سی

یہہ تو مانا کہ ہی ساقی کو بہت ہمسی دریغ
کوئی دلوائے مگر نام خدا تھوڑی سی

ایک غمزہ سے ہزارونکو بنایا مفتون
ہے ستمگر کے یہہ اک طرز جفا تھوڑی سی

بھول جائیں غم کونین کے شکوے زاہد
ہاتھ سے اپنے جو دی ماہ لقا تھوڑی سی

ہم ابھی توبہ کو توڑینگے نہیں کچھ دشوار
گو بری بات ہے پر ساقی منگا تھوڑی سی

طلب بوسہ پہ غصہ نہ بہت ہو مجھ پر
کبھی ہو جاتے ہیں انسان سے خطا تھوڑی سی

گھر پہ وہ شور کے آجائیں تو گو غیر ہوں داغ
بے وقا عمر کرے اور وفا تھوڑی سی

ڈھونڈتے پھرتے ہیں مدفن کو زمیں تھوڑی سی
آسمان تو سے بنا ہے جو کہیں تھوڑی سی

وعدہ وصل کی امید بندھی ہے کچھ آج
کر گئے ہاں شرم سے کی اونسے نہیں تھوڑی سی

جوش وحشت کا تو مدفن میں بھی ارمان رہا
دوڑی خاک وہاں تھی وہ زمیں تھوڑی سی

ہمتو اوس شوخی ہیں چاہنے والے جسمیں
میٹھی باتیں ہوں بہت چیں بہ جبیں تھوڑی سی

اس تمنا سے تیری کوچہ میں ہوں خاک بسر
ہو مدفن کہیں مل جائے زمیں تھوڑی سی

خاکپا کو تیرے اکسیر سے بہتر سمجھیں
کاش قسمت سے جو مل جائے کہیں تھوڑی سی

دم نزع جو بالیں پہ میرے آجائیں
جان آجائے دم باز پسیں تھوڑی سی

جیتے جب تک رہے مرتے ہی رہے قاتل پر
حسرتیں قتل کے پھر ساتھ چلیں تھوڑی سی

ہچکی وصل کے امید تجھی شور اوٹھے

گر رہے پھر یہی چنان او چنین تھوڑی سی

جوشِ وحشت سے جو گردش مری تقدیر مین ہی
اوسکا شمہ بہی نہین اس فلک پیر مین ہے

گرچہ ہر کام کا انجام یہی تدبیر مین ہے
ہوگا پر وہ ہی جو لکہا ہوا تقدیر مین ہے

چاٹتے رہتے ہین بسمل جو دم قتل اوسکو
ذائقہ کیا ترے آبِ دم شمشیر مین ہے

خط کے آنیسے ہوا اور بہی کچہہ حسن دوچند
صاف قرآن کا مضمون عیان تفسیر مین ہے

نجد مین کون بجز میرے قدم پہر رکہتا
بعد مجنون کے وہ اب ملک مری جاگیر مین ہے

دیکہکر اوسکو جو ہوئی کیطرح غش آیا
جلوۂ حق کا سا نقشہ تری تصویر مین ہے

بے بلوائے وہ چلے آتے ہین گہر پر جو مرے
یہہ رسائی مری آہ کی تاثیر مین ہے

لذتین یون تو ہزارون ہین زبان پر اے شور
دل سے پر پوچہہ لے کوئی تو مزا تیر مین ہے

پیچ و خم وہان جو ترے زلف گرہ گیر مین ہے
میری گردن بہی پہنسے جہان اوسی زنجیر مین ہے

نہ وہ سونے مین نہ چاندی مین نہ اکسیر مین ہے
جو مزا خاک مین اور خاک کی تاثیر مین ہے

کہنچتا دلکو ہی جو تار نظر سے اپنے
جنتری کا سا یہ نقشہ تری تسخیر مین ہے

رفتہ رفتہ جو بڑہی چاہ تو ہی اوسکو قیام
نہین تعجیل مین وہ لطف جو تاخیر مین ہے

دل تو باتون مین لیا اوسنی میرا اک دم مین
دم آخر مین خدا جانے مشکل نہ پڑے

اب میری جانکے لینے کی وہ تدبیر مین ہے
راتدن فکر یہی اس دل دلگیر مین ہے

صور کا زور تو محشر مین نہوگا اتنا
شور کا شور جو اس نالۂ شبگیر مین ہے

رخ سے شرمندہ تیری ہر گل خوشبو ہو جائے
زلف مشکین سے خجل نافہ آہو ہو جائے

تیرے دیدار پہ ہی بس میرے جینیکا مدار
اے خدا کون میرا جبکہ جدا تو ہو جائے

اپنی عادت مین تو تا مرگ وفا ہے داخل
پر یہ ڈر ہے کہ جفا کی نہ تمہین خو ہو جائے

تیرا ابرو ہے ادہر ناوک مژگان ہی ادہر
کیا عجب دل مین میرے کوئی ترازو ہو جائے

جتنے منتر ہین جہان مین نہین چلتے تجھپر
سامنے تیرے جو آجائے وہ ہی چھو ہو جائے

کسکی ہے ایسی نظر تیز جو ہو شہر آشوب
پڑے جسجا پہ نظر تیری وہین ہو ہو جائے

ساحری سحر کو بھولی وہ نظر دیکھی ہی
پھر کسی پر نہ چلے نیست ہے جادو ہو جائے

داد دیتا ہے خدا دیکھئے پہلے کسکی
جب دو عالم ہون ادہر ایک ادہر تو ہو جائے

شب فرقت مین جو رو رو کے اوٹھاؤن طوفان
پھر تو قلزم سے سوا میرا ہر آنسو ہو جائے

بعد بادہ ملک عدم کو ہی چلا جائے گا
لا کی بل جس سے کشیدہ تیرا گیسو ہو جائے

دل سے اوٹھکر جو تصور ترا لب پر آئے
کرتے کرتے تجھے پھر یاد ہی اچھو ہو جائے

وصل سے شاد کرو ہجر سے ناشاد کرو
دونوں میں کچھہ تو کرو قصہ تو ایکسو ہو جائے

روز مرہ جو ترا شور رہا یہہ ہی مدام
کیا عجب میر سے بہی پہر تو سوا تو ہو جائے

یہہ زخم دل میرا خندہ سی اپنی خوش سراسر ہے
نمک جو اسپہ چہڑکے ہی وہ حق میں اسکے بہتر ہے

دل پر سوختہ میرا ہے اخگر یا کہ مجمر ہے
جو شعلہ اس سے نکلے ہی وہ گویا آگ کا گھر ہے

میں ہوں وہ غمزدہ مجھہ سا نہ ہوگا کوئی عالم میں
کہ غم کو بہی میرا دن رات رہتا غم برابر ہے

نکالوں خاک کیا مونہہ سی میں اب حرف خوشی ہمدم
ہجوم رنج ہی خاطر پریشان دل مکدر ہے

کہوں کس سے میں درد اپنا نہیں ہمدرد اب کوئی
جو اک صدمہ ہے اسکا پر تو سو صورتسے دلپر ہے

عزیزو بزم عشرت کی نہیں قابل رہا ہوں میں
خوشی ہے دشمن جان اور میرا غم یار دیاور ہے

وہ کیا دن تہے کہ جو عیش و طرب نزات رہتے تہی
اور اب تنہائے ہمدم ہی رفیق اپنا یہہ بستر ہے

مجھے اس آسمان سے یہہ نہ تہی امید ہرگز بہی
کہ اسکے ہاتھہ سے رہنا ذ مشکل اب زمین پر ہے

کرو اب صبر و شکر ایشور جیسا ہے مرضی جو ہے
مدار زندگی و مرگ سب اوسکی رضا پر ہے

گنا ہون سے جہان پر کچھہ مصیبت ہونے والی ہے
نظر ہے چرخ کی بدلی کچھہ آفت ہونے والی ہے

ضعیفی ہے مصیبت ہے غضب کی ناتوانی ہے
بدن سے روح کچھہ روز مین رخصت ہونے والی ہے

ہوئی چلنے کی تیاری نہین لگتا ہے دل اپنا
اب اس قید جہان سے ہمکو فرصت ہونے والی ہے

یہہ خشکی قحط سالی اور غضب گرمی کی شدت ہے
بس اس قہر خدا سے کوئی آفت ہونے والی ہے

سحر سے شام تک ہر دم زمانہ رنگ بدلی ہے
اوٹھا خوف خدا دل سے قیامت ہونے والی ہے

نہ بزم عیش سے مطلب نہ نا و نوش سے رغبت
کوئی دن مین ہمین ان سب سے نفرت ہونے والی ہے

نہ یارون مین رہی یاری نہ اپنون مین وفاداری
خدا جانے کہ کیا دنیا کی حالت ہونے والی ہے

بھروسہ تو خدا پر رکھ ہراسان ہو نہ اے غافل
کہ تجھہ پر اوسکا فضل اور اوسکی رحمت ہونے والی ہے

جو اعمالون سے حاصل رنج ہو تو شکر لازم ہے
کہ بعد اسکے وہان پھر ہمکو راحت ہونے والی ہے

مسیحا کی شفاعت سے ہمین امید ہے کامل
وسیلہ سے اوسکی ہمکو جنت ہونے والی ہے

کرو ایشور شور و غل سے اب تم بھی ذرا توبہ
گنہگارون کی کیا محشر مین نوبت ہونے والی ہے

جام پہ جام دے مجکو وہ صافی ساقی
روح شکرانہ تیرا ادا کرے ساقی

تونے وہ آج پلائی ہے برانڈی ساقی
کہ مزہ دار نہ ایسی کہین پائی ساقی

ایک ہی جام مین جب دور کی سوجھی ہمکو
خاندانکو تیری ہمنے بہی دعا کی ساقی

ایک جرعہ مین جو کونین کی لاتی ہے خبر
مونھ مین زاہد کے بہی بہہ پانی بہرا کی ساقی

مے کوثر مین نہ جب ہمنے مزا یہہ پایا
خلد مین پہر ترے وصل کی ثنا کی ساقی

باقی جو کچھہ ہو تیرا حصہ وہ لے لے مجہسے
مجکو پردید سے جو مینا مین ہو باقی ساقی

مجکو تہوڑی سے جو دی تو نے تو کیا ہوگا بہلا
میرے حق مین نہین ہو ویگی وہ کافی ساقی

یہان تو مسرور ہین ہم وہان کی خدا ہی جانے
گو کہ پینے کے نہین ہو گی معافی ساقی

لطف جینے کے جو پوچھو یہہ ہی چار ہین بس
یار ہو باغ ہو اور جام و صراحی ساقی

شیشہ و جام کو اب کوئی لگائیگا نہ مونھ
میکدہ کی ہوئی مستون سے خرابی ساقی

لطف پینے کا یہی ہی کہ بجا ہوش رہی
ڈورا سرخی کا رہے آنکھہ مین باقی ساقی

زندگی اپنی اسی کے ہی سبب سے قایم
میکدہ کو ہی دعا پینے دوامی ساقی

جاکے میخانہ مین دیکہا تو مچا تہا اک شور
دفعتاً شور نے وہان پیکے قضا کی ساقی

جور و جفا کو تیرے کوئی کب اوٹھا سکے
میرا ہی دل ہے یہہ کہ جو جبر اسپہ لا سکے

نالے ہمارے شور نہ پہر کچھہ مچا سکے
کی اک نگاہ ایسی نہ مونہہ کو ہلا سکے

بیخود ہوئے ہین جلوۂ رخ تیرا دیکھکر
کہوئے گئے ہم ایسے نہ پھر کوئی پا سکے

جب تو بسا ہی آکے میرے جسم و جان مین
پھر دوسرا ہے کون جو ہمین سما سکے

دیکھا بغور کوئی نہین اپنے میل کا
جز خاک کون اپنے ہین ہمکو ملا سکے

اس صبر و شکر سے نہین نعمت کوئی لذیذ
جب جانین اس سے بڑھ کے جو ہمکو کھلا سکے

خط غلامی ہم اوسے لکھدینگے یکقلم
تقدیر کے لکھے کو جو کوئی مٹا سکے

کیا خون حسرتون کا نزاکت نے کر دیا
خنجر کو پھر دوبارہ نہ وہ آزما سکے

مرتا ہے جبکہ ہجر مین تھا ضبط ہی ضرور
ہم ایک ہی نہ آنکھہ سے آنسو بہا سکے

جور و ستم سے پہلے ہی اونکے ڈرا دیا
دل کو نہ اون سے خوف کے مارے لگا سکے

ہاتھ اونکو جوڑا پانو پڑے منتین بھی کین
روٹھے وہ ایسے ایکے نہ اونکو منا سکے

مقصد کی راہ بند ہین دونون طرف سے شور
آسکے نہ وہ یہان ہین ہم وان نہ جا سکے

ہوا نے چال بدلی ہے گھٹا پھر رنگ لائی ہے
پلا ساقی مئے گلگون بہار تازہ آئی ہے

گھٹا جاتا ہے دل کالی گھٹا کو دیکھکر اپنا
کہان سے یہہ بلا فرقت مین میرے سر پر آئی ہے

بچھا ہے فرش سبزہ اور گل گلشن مین جوبن پر
اور اوس پہ بلبلون کی ہر طرف نغمہ سرائی ہے

پپیہا کہتا ہی پی پی تو کویل شور کرتی ہی	خوشی سے دہوم مرغان گلستان نے مچائی ہے
خدایا بات اس پانیکی پانی ہی بہت مشکل	کہ اس باران رحمت سی تیری خوشدل خدائی ہے
یہ چرا کرلے گیا دلکو میرے اور خون کر ڈالا	ہوا ثابت کہ یہہ شوخی تیری دزد حنائی ہے

ذرا اس ابر کی تم شور پہ چہینٹون مین نہ آجانا
نظر جب اپنی بدلی پہر ہوا تمکو بتائی ہے

کانون مین بہری رہتی ہی گفتار کیسیکی	آنکہون مین پہرا کرتی ہے رفتار کیسیکی
کیون مرتا ہے فرقت مین دل زار کیسیکے	پروا نہین رکہتے دل آزار کیسیکی
شاید کہ گل تازہ کہلے آج چمن مین	ہے تاک مین جو نرگس بیمار کیسیکے
زلفون نے تو پہلی ہی لیلیا پیچ مین اپنی	دل مانگے ہے یہہ مانگ بہی ہر بار کیسیکی
مین آج تلک بیخود و مدہوش ہون ساقی	دیکہی تہی کبہی نرگس سرشار کیسیکی
دل اون سے لگا کر جو کیا اپنا ہے پایا	الفت نہ کرینگے کہین زنہار کیسیکی
بوسہ کی طلب پر لگے فرمانے وہ مجہسے	خوش آتی نہین ہمکو یہہ گفتار کیسیکی
جب یاد دلاتا ہون وفا وعدہ کی اونکو	کہنے مین یہہ بہاتی نہین تکرار کیسیکی

جب شور نے چاہا کہ کرے نذر محبت

فرمایا کہ جان ہی نہین درکار کیسکی

تمہاری چشم فتان مین پھر ایہہ کیسی جادو ہے
پریشان حال ہین آہو ختن مین پڑ گئی ہو ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو ان بلاؤن سے
کہ مار سیہ کاکل اور ابرو تیز بچھو ہے

تجھے جو اک نظر دیکھے وہ ہو جامہ سے خود باہر
پری ہی حور ہے اللہ ہان ہی یا شوخ مہرو ہے

کجا یہہ سنبل و گل اور کجا یہہ نافۂ آہو
غذاے روح انسان کاکل مشکین کی خوشبو ہے

ہمارے اشک ہی ہین وہ دریاے بچشمو
کرے جو قدر انکی آبرو اوسکی ہر اک سو ہے

نہ کیونکر جان دیدین رشک سی اپنے ای ہمدم
ہماری آرزو دل ہی جو اعدا کی بس تو ہے

تیری ترچھی نظر یہہ مار کر زندہ کرتی ہے
سنا کرتے تھے جو کانون وہ دیکھا ایمین جادو ہے

خبر اوس چشم میگون کی غزالو مین جو جا پہونچی
ہوا نشہ ہرن سب کا ختن مین بڑا آہو ہے

بتو تمکو خدا نے ہاتھ سے اپنی بنایا ہے
تمہارا اک خدائی کو غم و شوق و تگاپو ہے

سنائین شور صاحب کسکو ہم شیرین کلام اپنا
نہ غالب اور نہ مومن ہے نہ اب ذوق غزل گو ہے

اب نہین اسکے سوا کچھ کام اوٹھتے بیٹھتے
ورد لب ہے آپکا ہی نام اوٹھتے بیٹھتے

کب تری گردش سے ہی آرام اوٹھتے بیٹھتے
تھک گئے ہم چرخ نیلے فام اوٹھتے بیٹھتے

نالہ وافغان سے اپنی حشر ہوتا ہے بپا
ہی قیامت شور صبح وشام اوٹھتے بیٹھتے

غیر کے نکلے ہین کیا کیا کام اونسی راتدن
حیف ہی ہم ہی رہی ناکام اوٹھتے بیٹھتے

قافلے والو چلو ہے منزل مقصود دور
ناتوان بھی ائینگے تا شام اوٹھتے بیٹھتے

ہر گھڑی ہے اک نیا ہنگامہ اور آفت نئی
راتدن اے گردش ایام اوٹھتے بیٹھتے

گر یہی آغاز الفت کی ہے بیتابی کا جوش
دیکھیے کیا ہو مرا انجام اوٹھتے بیٹھتے

وہ شب وعدہ نہ آئے ہائے درد انتظار
کر دیا تونے ہمارا کام اوٹھتے بیٹھتے

اسطرف ہی ناتوانی اوسطرف وحشت کا جوش
جاتے ہین صحرا کو ہم ہر گام اوٹھتے بیٹھتے

ہے خدا کی شان غیرونکو ملین انعام روز
اور ہمارے واسطے دشنام اوٹھتے بیٹھتے

ظلم ہی ساقی ملین اورونکو خم کے خم شراب
اور ہمین تو دے فقط اک جام اوٹھتے بیٹھتے

نامہ بر بہر خدا جلدی سے دل میرا نہ توڑ
اور کچھ سن لے میرا پیغام اوٹھتے بیٹھتے

شور اس عمر ضعیفی مین وہ چالاکی کہان
ہان مگر کرتے ہین اپنا کام اوٹھتے بیٹھتے

تیرا دیدار خداوند بڑا مشکل ہے
تیرے جلوہ کے کسے تاب ذرا مشکل ہے

ایک آتا ہی یہان دوسرا جاتا ہی وہان
سب کو اک دن ہی فنا لطف بقا مشکل ہی

عاشق حق ہین جو تکلیف ہی اونکو راحت
اونکی آسان ہر اک روز خبرا مشکل ہے

کسنے دیکھا ہی اوسے منزل مقصود ہی دور
سچ تو یہہ ہے بخدا راہ خدا مشکل ہے

یون تو دنیا مین ہی ہر شخص خدا کا بندہ
ساتھہ ایمان کے پر خوف خدا مشکل ہے

چھوڑ دنیا کو رکھے یاد خدا کی ہر دم
سچا انسان اگر ہووے تو کیا مشکل ہے

اور باتین تو زمانہ مین ہین آسان ساری
غور سے دیکھا تو اک طرز وفا مشکل ہے

لے خبر سر سے مرض کی تو مسیحا جلد ہی
مجکو اس درد کی یہان ملنی دوا مشکل ہے

فکر سے شاہ ہی خالی نہین ہی قول دبیر
جن کی رتبے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے

ہم تو ہر طرح سے آزاد ہین اس عالم مین
ترک لیکن یہہ ہوس اور ہوا مشکل ہے

تم جو مانگو گے خدا سے وہ ہی پاؤگی ضرور
صدق دل سے مگر ابشور دعا مشکل ہے

بوسے پا کے نہ اوس آستان کے لئے
ملا ہون خاک مین کیون الفت بتان کے لئے

کسیطرح نہ یہہ لطف و کرم کا لایا رنگ
چڑھا دے روز چڑھائی اس آسمان کے لئے

تمہاری تیر نظر کے ہدف ہینی دن رات
سزا یہی تھی ہمارے دل او جان کے لئے

تمہارے شکوہ سی رہتے نہین کبھی خالی
ہو قفل اک عنایت میری زبان کے لئے

وطن کی کسکو نہین چاہ باغبان ہوتی
قفس مین کسلیے تڑپون نہ آشیان کے لئے

کبھی ذقن کی کبھی لب کی اور کبھی رخ کی
ہین مین لئے خواب مین بوسے کہان کہان کے لئے

تمہارے جور و ستم مجھپہ جو ہوئے نازل
وہ یاد یہانکے لئے سب ہین اور وہان کے لئے

زمین زیر قدم اوسکی فخر کرتی ہے
ہوا ظہور فلک اوسکی آستان کے لئے

لو ہم بھی ہاتھہ پہ رکھہ سر کو آج حاضر ہین
وہ آئین تیغ بکف جلد امتحان کے لئے

یہہ دل مرا ہی نہین اوس بلا پہ خود رفتہ
بلائے جان ہی ادا اوسکی اک جہانکی لئے

مژہ کا تیر جو مہمان ہوا ہے گھر مین مرے
رکھا ہے دلمین چھپا اوسکو مین نے جانکی لئے

کیا ہی وصف یہہ کسکا سراپا تو نے شور
کہ تیری شعر نے بوسے تیری زبانکے لئے

بلا ہین ظلم ہین آفت ہین گیسوئے پرشکن کالے
یہہ دل کرنگی ہین سر چڑھ کر تیرے غنچہ دہن کالے

خدا جانے کہ خون کس کس کا اوس کاکل نے کر ڈالا
کہ یہان مقتل مین دیکھی آج سبکے پیرہن کالے

شہید کاکل مشکین کو لازم ہی سیہ پوشی
ہو مرقد آبنوسی اور ہمراہیون کفن کالے

اثر سوز جگر کا قیس کے ہی غور سے دیکھو
کہ اب تک بہر تیرے ہین ہر ایک صحرا مین ہرن کالے

اسیران قفس کے آہ سوزان بھی بلا ٹھہری
ہین گل کالے شجر کالے ثمر کالے چمن کالے

ذرا چکر گلنار استہ سے مانگ کمایا دل
کہ بیٹھے ہر دو جانب ہین وہان پر راہزن کالے

کہان یہہ اور کہان وہ یہہ بہار حسن و پہتر
مقابل سرخی لب کے ہین سب لعل یمن کالے

یہہ قامت یہہ ادا یہہ ناز یہہ شوخی کہان پائی
مقابل تیرے کیا شمشاد نام اب بانکپن کالے

نہین لگتا ہی دل غربت مین تیرا شور مدت سے
تجھے لازم ہی اب تو راستہ اپنے وطن کا لے

غضب کالی بلا ہین زلف کی یہہ پر شکن کالے
بچا ان سے نہ کوئی ہی کہ یہہ ہین نیش زن کالے

مسی مالیدہ لب سے یہہ کسیکی خون ہوئی حسرت
نہین ہین سوسن و ریحان کی ناحق پیرہن کالے

اسیران قفس صیاد مہمان ہین کوئی دن کی
رہا ہی دسے نہ ہر دم صبر مرغان چمن کالے

ہمارے ہی سینہ بختی کا یہہ بہی اک تماشہ ہی
نہین بے وجہ خال رخ تیری اے سیم تن کالے

تیری ساری بلاؤنکی ہین مجموعی الیقین آیا
نہین ہین اوسکے گیسو بے سبب چرخ کہن کالے

مزہ اوسکو ہی دنیا مین ہی لذت اوسکو جینیکی
کبہی بوسہ تیرے رخ کا کبہی تیرے دہن کالے

نہین ہین مانگ مین جہومر کے موتی اوس پر یوش کی
یہہ بیٹھے دو نو جانب ہین نکالے اپنا من کالے

نہ ٹہرا بالنو گوروں کا یوقت غدر یہہ کہا
کہ سبقت لیگئے ہر اکطرح سی تیغ زن کالے

تیری جادو زبانی شور ہے مشہور عالم مین

جسے دعوے سخن کا ہو وہ اندازہ سخن کا لے

نظر اوس شعلہ رو سی جب لڑی ہے
کہا بجلی نے مجھسے بھی کڑی ہے

نہین طے ہوگا جھگڑہ میرا اون کا
یہہ مشکل بیچ والون پر پڑی ہے

جہان ہے اونکو شوق خوشخرامی
قیامت دست بستہ وہان کھڑی ہے

عدو کا ہو گیا میرا سا نقشہ
مصیبت دونو پر یکسان پڑی ہے

نہین چھٹنے کی مونھ سے دختر رز
ازل سے چار عنصر مین پڑی ہے

نہ کیون جل جائین یا کوچہ مین تیرے
کسی دلسوز کی میت گڑی ہے

بنا ہے دشمن جان نامہ بر بھی
بگاڑی میری وان کھوٹی جڑی ہے

جو آیا لخت اک اشکون کے ہمراہ
یہہ تیری غنچہ دل پنکھڑی ہے

ستارے شرم سے ٹوٹے زمین پر
جبین سے تیرے جب افشان جھڑی ہے

وہ کہتے ہین ہٹالا غیر کو تو
یہہ اولٹی میرے سر علت پڑی ہے

لگائے جاؤ دو تو ہاتھ سے تم
نہین تلوار یہہ دستی چھڑی ہے

بنا کر غیر سے مجھسے بگاڑی
تمہاری آج کل کیا بن پڑی ہے

شب ہجران سحر لائے نہ ہمراہ
قیامت سے بھی یہہ بدتر گھڑی ہے

کوئی تازہ بلا آئی ہے آگے — کہ وہ چوٹی میری پیچھے پڑی ہے
دل وجان دونوں کو دی چلے ہم — اسے کہتے ہین ہمت کیا بڑی ہے

مقابل داغ کے کچھ اور لکھ شور
تری جودت طبع اب تو بڑی ہے

نظر گر چاہین خالق سے لڑی ہے — میری قسمت تو دیکھو کیا بڑی ہے
طلب دل کی میرے دان ہر گھڑی ہے — مجھے فکر اپنی جان کی یان پڑی ہے
تصور کو ترے دلمین تو رکھ لون — حفاظت کی مگر مشکل بڑی ہے
پڑے ہین ہمکو اپنی جانکے لالے — تمہین دل لینے کی جلدی پڑی ہے
خدا تو ہی لگائیگا اسے پار — میری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے
دل اپنا کیون نہ بیچین چار و ناچار — کہ الفت جانکی پیچھے پڑی ہے
تڑپنا دیکھکر بسمل کا تیرے — خلایق در پہ سکتے مین کھڑی ہے
مسی پریون ترے دندان ہین گویا — لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
پھنسا ہی زلف مین دل یا بلا نے — یہ میرے واسطے بڑی گھڑی ہے

چلو اب شور یان سے تم وطن کو

سواری موت کی در پر کھڑی ہے

جب سے ہم آئے دار فنا مین غفلت سے مدہوش ہوئے
آنکھ کھُلی جب مدت بین تو پیدا کچھ کچھ ہوش ہوئے

یہان سے چلے تو چار کے کاندہے چڑھ کے وبال دوش ہوئے
ہائے مقدر مر کر بہی ہم کیسے اذیت کوش ہوئے

شہر خموشان جبکہ گئے ہم اور ہے سامان سامنے آیا
بات نہ نکلی مونھ سے وہان کچھہ کیسے کچھ خاموش ہوئے

زیر زمین جب ٹہرا بسیرا پھر تو نہ بدلی کروٹ بہی
سبکو ہولے سب سے چھوٹے خاک سے ہم آغوش ہوئے

پاس وہان پھر کوئی نہ آیا آنکھ چرائی ہم سے سب نے
بات نہ پوچھی ایک نے آکر سب کے سب روپوش ہوئے

چھوڑ گئے سب ساتھ کے ساتھی کوئی نہ ہمدم اپنا بنا
آنکھون نے بہی طوفان اوٹھایا اشک ایسے پر جوش ہوئے

یاد نہ رکھا ہم تے خدا کو بھول گئے سب اپنے وعدے

آکے دار فنا مین ہم بہی صرف ناؤ نوش ہوئے
کوئی بہی لذت یہان پہ پنائی مفت کی خفت ہائے اوٹھائی
جیتے سبک تہے سب کی نظر مین مرکر بار دوش ہوئے

عمر گئی برباد یہہ ساری شور خدا کی یاد کرو
کچھ تو آؤ ہوش مین صاحب کیسے تم بے ہوش ہوئے

وہ جانین وفا کیا کہ وفا اور ہی کچھ ہے
وان قصد جفا سے بہی سوا اور ہی کچھ ہے

کیا کام ہی صیاد اسیرون کا قفس مین
یہہ ظلم ہے انکی تو سزا اور ہی کچھ ہے

اے چارہ گرو فکر نہ درمان کے کرو تم
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے

اے مردہ دلو تم عبث آئی ہو جہان مین
یہہ جانو کہ جینے کا مزا اور ہی کچھ ہے

عاشق ہی سمجھتے ہین یہہ ایک بہید کی ہی بات
انداز فنا لطف بقا اور ہی کچھ ہے

یون ناز و کرشمہ کا تو عادی ہی ہر اک شوخ
پر اوسکی اداؤن کی ادا اور ہی کچھ ہے

دیکھی ہی فضا ہم نے بہت باغ جہان کے
اس عشق کے پر آب و ہوا اور ہی کچھ ہے

دل لیکے مکر جاتا ہی شیوہ ہی بتون کا
ہے موںھ پہ صفا دل مین دغا اور ہی کچھ ہے

تم شام سے تہی رات کہان سچ تو بتاؤ
ہنگام سحر ہمنے سنا اور ہی کچھ ہے

گو شمس و قمر ناز کرین نور پر اپنے
اوسکے رخ انور کی ضیا اور ہی کچھ ہے

گذرے ہین زمانہ مین بہت شاعر ذی جاہ
پر شور کی بہی طرز ادا اور ہی کچھ ہے

خواہش مری کچہہ اوسکی رضا اور ہی کچھ ہے
پہچان لیا اس سے خدا اور ہی کچھ ہے

باز آو ستم سے ڈرو اللہ سے دیکھو
اے شوخ بتو روز جزا اور ہی کچہہ ہے

مانگے ہین خدا سے سحر و شام سب اکثر
جو ہوتہ دل سے وہ دعا اور ہی کچھ ہے

لیتا ہی چرا دلکو سر دست جہان مین
ہشیار رہو دزد حنا اور ہی کچھ ہے

جب وصل کے وعدہ کا کیا ذکر تو بولے
تم سمجھے نہین ہمنے کہا اور ہی کچھ ہے

جو روز ازل سمجھے تہے ہرگز نہوا وہ
ہم سوچے تہے کچھ اور ہوا اور ہی کچھ ہے

جب شور کی نالہ کو سُنا بولے یہہ سُنکر
اس نالہ و افغان کی صدا اور ہی کچھ ہے

کیا کیا نیرنگ تونے اے خدا میرے لیے
ابتدا اور انتہا ہی اک ہوا میرے لیے

اپنی ہی ہستی سے ہے رنگ تماشائی وجود
ہی فنا میرے لئے اور ہی بقا میرے لئے

کسکا شکوہ کیا شکایت بندہ تسلیم ہون
ہین خدا کیواسطے ہون ہی خدا میری لئے

لخت دل خون جگر حصے مین میرے آگئے
بھیجے رازق نے یہہ گھر بیٹھے غذا میرے لیئے

لذت حرص و ہوا دنیا کی دلسے مٹ گئی
کیا رکھا حق نے قناعت کا مزا میرے لیئے

ہون وہ بیکس صدق دلسے اپنی ہر فرد بشر
کرتا ہی پیش خدا ہر دم دعا میرے لئے

واہ قسّام ازل نے خوب ہی تقسیم کی
کیمیا اونکی لیئے اور خاکپا میرے لئے

بار عصیان سر پہ اور ہی منزل مقصود دور
دیکھیے صادر ہو کیا حکم خدا میرے لئے

درد و غم اندوہ و حسرت نالہ وحشت انتظار
شغل کیا کیا مل گئے صبح و مسا میرے لئے

ہے سر تسلیم خم اور خوف ہے یہہ دمبدم
دیکھیے کیا شور ہو اوسکی رضا میرے لئے

عشق مین لے آئی تھا مرنا لکھا میرے لئے
تہا مقدر مین ہی حکم خدا میرے لئے

مژدہ رحمت آ یہہ لائی ہے قضا میرے لئے
یعنے ہی بعد از فنا کیف بقا میرے لئے

آپکا شکوہ نہین کچھہ یہہ خدا کی ہی عطا
آپکو طرز جفا رسم وفا میرے لئے

اے نسیم صبح کیون یہہ ناز و نخوت ہیچ بتا
کیا نہین کوچہ کے اوسکی کچھہ ہوا میرے لئے

دستکی ہاتھون مین ہو جگر تشنہ خون بن گیا
رنگ لایا ہی عجب رنگ حنا میرے لئے

قسمت اغیار ہی عیش و طرب شام و سحر
رحمت غفار ہے آہ و بکا میرے لئے

تیری بوئے زلف ہی عطر گریبان مراد
ہے تکدر کا سبب ناز صبا میرے لئے

کشتگان ناز کی ہووی مسیحائی ضرور
اے ادائے یار کر یہہ حق ادا میرے لئے

بندہ غم کشتہ طرز جفا رہنا ترا
ابتدا میرے لئے ہی انتہا میرے لئے

چرخ کا شکوہ ہے کیا یہہ شور قسمت کے ہین رنگ
اوسنے ہنسنا پایا اور رونا ملا میرے لئے

مناجات

آمرزگار تو ہے مین اک پر گناہ ہون
پہونچون قدم مین تیری یہہ ہی تکتا رہا ہون

تیرے سوا نہین ہے ٹھکانا میرا کہین
بہولا ہوا ہون گم شدہ گمکردہ راہ ہون

آیا تہا بندگی کو یہان کہوئی زندگی
پچتاتا ہون گناہ سے اور کرتا آہ ہون

رحمت سے تیری پر یہہ ہی امید رکھتا ہون
بخشے گا تو ہی گو کہ بحال تباہ ہون

لیتا ہون صبح و شام نماز و نین تیرا نام
تو باپ اور مین بیٹا تیرا پر گناہ ہون

صدقے مین تو مسیح کی بخشے ہی گا مجہے
دی اوسنے جان میری لئے مین گواہ ہون

پڑہتا ہون پوستلون کا کلمہ مین روز و شب
ایمان ہی میرا کرتا مین اوسکا پناہ ہون

جان نذر میری حضرت مریم کو ہو قبول
رکھتا وسیلہ اوسکا ہی شام و پگاہ ہون

وہ ملکہ دو جہان ہی مین اوسکا خاکپا ہے
تثلیث جسکو کہتے ہین ایمان ہی میرا
میری نجات کی یہہ ہی تینون ذریعہ مین
صدقہ مین ان ہی تینون کے بخشش چاہتا ہی
خون سے مسیح کے بہر دہو دے گناہ سب
مجکو تو اپنے دست کرم سے نکال لے
دوزخ کا حکم ہووے کہ جنت کا حکم ہو
امید ہی کہ تیرے ہی قدمو نمین اب رہون
لگتا نہین ہے دنیا مین اب دل میرا کہین
جز معصیت کے مین نے یہان آکے کچھہ کیا
دنیا کی کچھہ خبر ہی نہ کچھہ دین کی مجھے
اب یہہ دعا ہی صدمۂ نزع سے ہی بچا
مجکو نہ چہوڑ دام عنایت سے اپنی تو
کیا ہو سکے گی مجھسے مناجات یہہ تیری

وہ جسکی ما ہے اوسکا ہی مین گمراہ ہون
اس سے پہرون تو صحرا مین گم کردہ راہ ہون
یہہ کوہ پر جلال ہین مین برگ کاہ ہون
ان سے سوا مین کس سے بہلا دادخواہ ہون
وہ نور کا ہے چشمہ مین بخت سیاہ ہون
ڈوبا ہوا ہون عصیان کے مین غرق چاہ ہون
حاضر تیرے حضور مین پیش نگاہ ہون
اس سے سوا نہ طالب توقیر و جاہ ہون
مجکو بولا لے دیکھتا دن رات راہ ہون
اس کردنی سے اپنی سراسر تباہ ہون
غفلت سے نذر خستہ خوابگاہ ہون
مشکل کشا ہی تو ہی مین اک پر گناہ ہون
حاضر مین ایک پا سے سو بارگاہ ہون
رحمت کا چشمہ تو ہی مین اوسکی گیاہ ہون

ہان جتنا شور آگے تیرے مین کرون بجا
تو داور ہے اور مین اک دادخواہ ہون

ایضاً

خدایا تو ہے پاک اور بے نیاز — مین بندہ ہون تیرا تو بندہ نواز
ہو کس موںھ سے لیس حمد تیری رقم — بُریدہ ہے خود ہے زبان قلم
تو خالق ہے مخلوق مین ہون تیرا — تو رازق ہے مجھے رزق تجھسے ملا
خدائی تیری تو خدا ہے ضرور — یہہ تیرا ہی ہے سب مین نور و ظہور
بنائی یہہ تو نے ہے کون و مکان — تھا مخلوق کا کچھہ نہ پہلے نشان
بنائی یہہ ارض و سما لاجواب — سمجھہ مین نہین آتا جنکا حساب
کیئے خاک پر وہ سمندر روان — کہ تہہ کا ہے کم جن کے نام و نشان
ہوئی بات پانے کی پانی محال — ہے آسان نہین بلکہ ہے اشکال
بنایا پہاڑون کو کیا سنگ سے — دکھایا ہے قدرت کو کس ڈہنگ سے
اونہین دیکھہ کر سنگ دل بہی ہو آب — دکہائی ہین قدرت کی کیا کیا حساب
ستارے بنائے فلک پر تمام — تجلی سے روشن ہوا اون کا نام

رکہے ماہ و خور مین بہی پہر وہ صفات
کہ روشن ہے دنرات سب کا بیان

پہر آدم کا اک دم مین پتلا بنا
کیا چار عنصر سے جلوہ نما

پہر آخر کو دی جان جب اوسمین ڈال
لگا کرنے وہ سب سے اک قیل و قال

بڑہائی پہر اوس سے یہہ خلقت تمام
خدائی دکہائی یونہین لا کلام

بنائے پیمبر بہی پہر بے شمار
خدائی کی شوکت ہوئی آشکار

کئے پیدا ہر شکل سے پہر طیور
رکہا سب پہ انسان کو شرف ضرور

دیا رتبہ موسی کو وہ لا کلام
کلیم اللہ مشہور اب تک ہے تام

کیا پہر وہ نورانی جلوہ عیان
کہ روشن ہوئی جس سے کون و مکان

مسیحا جسے کہتے ہین خاص و عام
ہے روح اللہ اوسکا ہی مشہور نام

اوسے بیٹا اپنا مقرر کیا
فلک سے یہہ آئی صدا ابر ملا

اوسے بہیجا دنیا مین باعز و شان
کہ راز نہان اوس سے ہووے عیان

کلام الہی کو اوس نے سنا
یہان سبکو حیران و ششدر کیا

پہر آخر کو دی جان جہان کی لیے
یہہ راز نہان تہا عیان کے لیے

کفارہ گناہون کا سب کی ہوا
یہہ بخشش کا اسطرح عقدہ کہلا

گیا پھر فلک پر وہ نور خدا ——— خدا نے لیا پاس اپنے بٹھا
کرو شور یہان غور دل مین ذرا ——— خدا کے سوا ہے نہ کوئی بڑا
کہ جس سے یہہ کار نمایان ہوئی ——— دو عالم مین کیا جن و انسان ہوئے
ٹلیگا نہ حکم اوسکا شام و سحر ——— اودہر کی اگر دنیا ہووے اودہر
مسیحا نہ مصلوب ہوتے کبھی ——— جو حکم خدا ہوتا کچھہ سرسری
دکھا کر گنہگارون کو یہہ لکھا ——— کہ تہا حکم میرا نہ ہرگز ٹلا
کچھ اسمین ہی حکمت تہے اوسکی نہان ——— گنہگار پر ہوتی کب ہی عیان
رکھا ایک دن سب کا روز حساب ——— نہ عصیان کا ہوگا کسی سے جواب
بنایا ہے دوزخ بہشت اس لئے ——— کہ خوف خدا سب کے دلمین رہے
ملے نیک کو نیکیون کا ثواب ——— بدی کا ملے بد کو بیشک عذاب
پر اوسکے رحیمی کے کیا شان ہی ——— گنہ دیکھے اور روز دے نان ہی
وگرنہ ہمارے وہ اعمال ہین ——— سزا اوسکی سے دم مین پامال ہین
ازانجملہ ہے شور وہ پر خطا ——— کہ دنیا مین ہوگا نہین دوسرا
فقط رحم سے تیرے ہی زندگی ——— وگرنہ ہے ہر طرح شرمندگی

یہانتک ہوا اوسپہ تو مہربان — کہ ستر برس اوسکو رکہا یہان

گدا اوسے اوسے شہ کا رتبہ دیا — رئیسونکا لقب اوسکی حق مین کیا

ہر اک طرح وہ ابروا اوسکو دی — کہ بخششون مین اب اوسکی رہی

اور اوسپر بہی طرہ سر اوسکی بندہا — کسی کا نہ محتاج اوسکو کیا

مزید ے بران شاعر اوسکو کیا — کہ لندن سے تا ہند شہرا ہوا

کیا پہر گتا ہوا نکا اوسکی حساب — جواب اوسکا دینا تہا یون باصواب

یکایک ہو بیمارے مین مبتلا — کیا اوسنے پایا پہر اپنا وزا

پس پشت ونبل وہ ایا نکل — رہا ایک عرصہ تلک وہ خلل

بہت حد سے اوسکے اوٹہایا کیا — بہت شور و غل وہ مچایا کیا

نہین زندگی کی تہی امید بہی — بچہ ہی کہنے تہے دوست دشمن سبہی

مگر پہر ترے فضل سے وہ بچا — دوبارہ ہوی زندگی جو عطا

کہ رکہنا تہا چندی اوسے ایدہر یہان — ولے عارضہ سخت تہا بے گمان

وہی آخرش تو نے ہی اوسکو شفا — خدائی تیری تو خدا ہے خدا

بغیر حکم تیرے نہ پتہ ہلے — جو تجہا ہے ستر بلا بہی ٹلے

زبان شکر مین تیری اب لال ہے	کہ یہہ شکر دن رات ہر حال ہے
جیون گا مین جب تک نہو گا ادا	کہ ہے شکر تیرا یہ لا انتہا
ولے رحم پر تیرے چھوڑا اسے	پذیرا تو کر دے خدایا اسے

مناجات کرتا ہون اسپر تمام
بنام مسیحا علیہ السلام

خمسہ در نعت مسیح علیہ السلام بر غزل رضوان مرادابادی

ہے نام خدا خلد برین کوئی مسیحا	اور جلوہ طوبے قد دلجوئے مسیحا
محراب کلیسا ہے وہ ابروئے مسیحا	اترائین نگاہین جو بڑہین سوئے مسیحا

دل لوٹ گیا دیکھتے ہے روئے مسیحا

گر خواب مین دیکھے وہ رخ رشک دہ گل	عشق چمن و زمزمہ آرائے کا ہو قُل
دن رات پڑہے دل سے دعا شیوہ قمری بلبل	مٹ جائے ہمیشہ کو پریشانی سنبل

پڑ جائے اگر سایہ گیسوئے مسیحا

نیرنگ کرم کا یہہ تماشا ہے مقرر	اور شان کرامت کا اک انداز ہے ظاہر

اعجاز کا اک جلوہ ہے جون مہر منور — ہر ماہ مین گھٹ بڑھ کے فلک پر مہ انور

ابروے مسیحا ہے کبھی روے مسیحا

نے برق کی شوخی ہی نہ چشمک ہی شرر کی — نے نور نگہہ کا ہے نہ تیزی ہی نظر کی
نے حسن شب مہ نہ سپیدی ہی سحر کی — خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی

پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے مسیحا

کچھہ اور ہی انداز کا نیرنگ نظر آئے — کچھہ اور ہی تقدیر تماشے نئی دکھلائے
کچھہ جلوۂ قدرت سی سمان اور ہی بندھ جائے — موسیٰ کیطرح برق تجلی کو بھی غش آئے

بے پردہ اگر ہو رخ نیکوئ مسیحا

یہہ زمزمے اکدم بھی نکلتے نہ دہن سے — اور رنگ یہہ کھلتے کبھی اوسکی نہ سخن سے
رکھتے نہ غرض رنگ سی مطلب نہ پھبن سے — بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے

پھولون مین نہ بس جاتی اگر بوئے مسیحا

ہان جلوۂ انوار وفا اوسکو ملیگا — فیض اثر کیف دعا اوسکو ملیگا
لطف ثمر صدق و صفا اوسکو ملیگا — تعبیر ہے دیدار خدا اوسکو ملیگا

جو خواب مین دیکھے رخ نیکوئے مسیحا

ہر شان سے اک نور کا جلوہ نظر آیا
حیران ہوں کس سے کہوں میں کیا نظر آیا
ہر رنگ سے اک حسن تجلی نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا جو کبھی آئینہ بر روئے مسیحا

ہے شکر کی جا اس سے فزوں کیا ہو مقدر
اور فضل خداوند ہو کیا اس سے فزوں تر
اور خوبیٔ تقدیر ہو کیا اس سے بھی بڑھ کر
وہ بلبل خوش لہجہ ہوں نغمہ میرے سنکر

جھوماں کئے برسوں شجر کوئے مسیحا

اللہ ہمیشہ رکھے انکی یہہ ہی رنگت
قایم رہے ایسی ہی مہک ایسی ہی شوکت
رنگ ایسا ہی باقی رہے اور ایسی ہی صورت
پژمردہ ہوں یارب نہ گل باغ محبت

ان پہولوں سے آتی ہی مجھے بوئے مسیحا

ہو شور طرب اور ہو انداز عجب کا
ہو طرز نئے کچھہ اور نیاز اور ادب کا
اور رنگ اک رنگ سے ہو کیف طرب کا
رضوان جو دم نزع اشارہ ہو طلب کا

جان کرتی ہوئی رقص چلی سوئے مسیحا

قصیدہ در اوصاف حمیدہ جناب شاہ احمد اللہ صاحب
صدر الصدور ضلع میرٹھ

شور صاحب مے نمک ہوا ور ازبس دلفگار
آج کل ہو بے مزہ کسواسطے بلبل دہار

خامہ پر زور سے لکھو ذرا کچھہ تازہ چال
عدل کا دروازہ میرٹھہ مین کھلا ہی وقار

آئے جب سے صدر اعلی جانب مشرق سے یہان
شیر بکری ایکجا پیتے ہین پانی باربار

کیون نہو انصاف پرور ہین یہ سب اہل ہین
فی زمانہ کم ہین ایسے لوگ فخر روزگار

سکے اوصاف حمیدہ اونکی دل نی ہی کھا
بیٹھے کیا ہو لکھو ایسا تم کچھہ یادگار

پھر کھا وہ مطلع اونکی نشان والا شان مین
داد جسکی دیتے ہین میرٹھہ کی شاعر باربار

اے فرازین رتبہ حکام و فخر روزگار
آفتاب اسمان شوکت و عز و وقار

تو وہ عادل ہی کہ نور عدل ہی ہر سمت سے
ظلمت ظلم جفاگر کی نہین اصلا پکار

یعنی اے صدر الصدور ضلع میرٹھ بی عدیل
عدل کسریٰ ہے نصیب خصلت عالی تبار

شاہ احمد اللہ صاحب نام نامی آپ کا
جسکے ہے ہر حرف سی صد شان حسن آشکار

شرح حروف اسم

شین سے شان خدا ہی اور الف سے اہل کشف
ہے سے ہو ہادی دین مقبول خاص کردگار

اور الف ثانی سے ہو انصاف پرور بے گمان
حاے حطی سے ہین حامی تمامی روزگار

میم سے ہے مخزن مہر و مروت کا کلام
اور الف ثالث سے ہے وہ اہل معنی کی شیم
یائے ہوز دوسری سے ہند کی ہے وہ پیشوا

دال سے ہے وہ ادریس اور شہرہ ملک و دیار
لام سے معروف لقمان ہے قلم و ہر دیار
ساری ہندوستان میں ہے یہ نام نامی پائدار

شرح حروف علم

علم کا کیا ہو بیان ہے علم کی عالم ہے تم
عین سے عقل ارسطو لام سے لاثانی ہے وہ
ہو صد معنی و منطق مبدع علم اصول

عقل کل دیتے دعائیں ہیں جو ہیں وہ نیکو شعار
میم سے مصلح بزم دین ہے وہ لیل و نہار
کھل رہی ہیں دل پہ سب علموں کی معنی مشکدار

شرح حروف عدل

عین سے عقدہ کشا اور دال سے داور ہے تم
آشیان امن صعوہ کو ہے پنجہ باز کا

لام سے لطمہ زن گردن کشان بد شعار
چہچہہ کرتے ہے ہر اک گل پہ ہر جا ہے ہزار

شرح حروف شجاعت

شین سے ہے شیر افگن جیم سے ہے نوجوان
تے سے ہے وہ تیغ زن ہے زہرہ اعدا ہے آب

ہے الف سے امن عالم عین سے عالی وقار
حکم کا کرتی ہے شمشیر قضا ہے انتظار

شرح حروف خلق

خُلق بھی وہ اونہین ہی کیا کیجی اوسکا بیان
خے سے ہو خالق کے پیارے اور مرجع کار و بار

لام سے لقمہ رسان اور قاف سی ہو قوت بخش
پرورش پاتے ہاین تمسے ساکنان ہر دیار

شرح حرف رحم

رحم وہ اللہ نے تمکو دیا ہی کیا کہون
ابر جیسے سبز رکھتا ہو جہان کی کشتزار

رے سی راحت بخش حے سے خستہ دلان
میم سے مرہم ہا نہ مجروح تیغ آبدار

شرح حرف سخاوت

کیجیے شرح سخاوت کیا سخاوت ختم ہی
خود ثنا خوان ہی سر چرخ بھی ای نامدار

سین سے سردار خی سے خوش الف سے اہل دل
واو سے وعدہ وفا تے سی ترحم بی شمار

حشر تک چشمہ سخاوت کا رہیگا اب روان
تمسے یہہ داد و دہش نے کر لیا دار و مدار

صفت حکومت

اب کرون انصاف کیو قت کچھ ہی کچھ ثنا
تاکہ ہو اہل غرض کے آرزوئی دل برار

جب پڑ ہی جاتی ہین کاغذ ہر دو جانب کے تمام
جھوٹ سچ ہو جائے ہی سب اونکی دل پہ آشکار

مدعی چاہی کہ میرا مدعا نکلے کہین
لیک یہہ ممکن نہین جو ہووے اوسپہ اعتبار

یا طرفثانی کو ہو منظور کرنا جھوٹ سچ
یہہ بھی ہونا ہی نہین گو وہ پکارے لاکھ بار

لکھتے ہیں جو لنظر کی اپنے اپنے گو وکیل
پر یہ سنتے کہ ہیں اونکی آپ ہیں خود ہوشیار

جب تلک پایا نجاوی مثل میں کافی ثبوت
ڈگری و ڈسمس نہ لکھینگے قلم سی زینہار

جو دلایل ہوتے ہیں قانون کی رو سے تمام
رائیں لکھتے ہیں وہ اونکو برابر شرح وار

صدر تک پہر فیصلہ اونکا کوئی پہرتا نہیں
حق بجانب کرتے ہیں تا خوش رہی پروردگار

الغرض جب سے کہ حاکم ضلع میرٹھ کی ہوگے
رات دن سچون کو فرحت اور جہوٹونکو فرار

یہی حاکم گر رہے اس ضلع میں منصف مزاج
جہوٹی نالش پھر یہان ہوگی نہ دایر زینہار

شور حسبا کب ہوسے تمسے رقم اونکی ثنا
وہ ہیں خورشید دو عالم اور تم ہو ذرہ لر

اس سے بہتر ہے دعا پر یہ قصیدہ ختم ہو
نام رہجاوے ہمیشہ کو تمہارا یادگار

دوستون کو اون کے سرداری نصیب ایزد ل مدام
دشمنون کیواسطے ہر دم مہیا تیغ و دار

صورت حال عدالت دیوانی

یہان داد کچھ ملے نہ کوئی مدعا ملی
پرسش نہ مدعی کی ہوا ایدل تو کیا ملے

انصاف ہو جہان تو وہان مدعا ملی
جب کچھ نہو تو اور بجز خاک کیا ملے

کیونکر خراب ہو نہ مرا اب مقدمہ
میرے وکیل لوٹ کی دشمن سے جا ملے

جتنے وکیل میرے تھے وہ مجھسے پھر گئے
یہہ ہفتہ دوست سب کے ہین جبسی ٹکا ملے

کل تک تو پیروکار وہ اپنے تھے سربسر
اور آج آنکھ پھیر کے دشمن مین آ ملے

دیوانی اسکا نام ہی دیوانہ کرتی ہے
اس دشت پُر خطر مین بجز خار کیا ملے

ہر بات مین لگاؤ ٹکٹ ہشت آنہ کا
جو پاس کچھ نہین ہی تو مقصد کجا ملے

اور اوسپہ آفتین ہین کہ برسون کا التوا
تاریخ پڑھتے پڑھتے قضا سی ہی جا ملے

دام بلا ہی اسکی اسیرون کا الحفیظ
پھنسکر کسیکو پھر نہ نکلتا ذرا ملے

ڈگری بھی ہوگئی تو اوسے چاٹتے رہو
حکام کی بلا سے کہ کم یا سوا ملے

اور اوسپہ طرہ ہی کہ پس از تین سال کے
جاری نہو تو خارجی کا پھر مزا ملے

اس سے زیادہ تنگ وکیلونکا ہی غضب
ہارو کہ جیتو اونکو دو طرفہ ٹکا ملے

لیکر ٹکا پھر آنکھ ملاتے بہت ہین کم
کہتے ہین دیکھ لینگے وہ جب وقت آ ملے

آیا جو وقت پہلے گواہون کی فکر ہے
ترغیب اونکو دیتے ہین جو مدعا ملے

جو عذر کچھ ہوا تو کہا مدعی سے کچھ
جھوٹا گواہ لاکہ جو مقصد ترا ملے

سچ سچ کہیئے گا جو تو مقدمہ نہ جیتیے گا
ورنہ سمجھہ لے تجکو بجز ہار کیا ملے

پیشی پہ سب گواہ جرح کی سوال سے
گھبرائی سچے ایسے کہ جھوٹون مین جا ملے

بعد اسکے ملتوی رہا پہر سال بہر تلک
ایسا بڑہا مرض کہ نہ جسکی دوا ملے

مدت کے بعد آئی جو تاریخ بحث کی
تقریر کی قلاوہ بہی تا عرش جا ملے

قسمت سے ہار جیت ہی حاکم کی حکم پر
اونکی بلا سے کوئی بہلا پایہ ابلے

جیتا جو کوئی عذر کیا عذر دار نے
پہر مدعی کا کیونکہ بہلا مدعا ملے

حاکم کا رخ بہی دم مین پہرا مدعیسے واہ
کیا جیتنے کا خاک پہر اوسکو مزا ملے

منظور عذر داری ہوئی عذر دار کی
اور حکم ہوا کہ رسدی اوسے برملا ملے

یہہ سنکی مدعی کا کلیجہ اوچھل پڑا
ڈگری مین داغ لگ گیا اب نامی لیا ملے

آخر کو پہر اپیل ہوا ہائی کورٹ مین
دونو لٹے ہین ایسے نہ جنکا پتا ملے

جیتا جو کوئی وان سی وہ برباد ہو گیا
ہارا جو کوئی کہدو کہ مردون مین جا ملے

ق

ایشور یہہ کچہری بہی بنیہ کی ہی دوکان
ہر سٹہہ لا و لا وہی پہر داد کیا ملے

اور حال اہل عملہ کا بہی پوچہیے نہین
جس پاس جاؤ مانگتا مثل گدا ملے

ناحق کا حق بتا کے طلبگار ہوتے ہین
لیے دیے اونسے کام کا کیونکر پتا ملے

کیا جان گزا بلا کا ستم داد و عدل ہے
دنیا مین بڑہ کے اس سی نہ ایذا سرا ملے

تمکو بھی دس برس سے جو صدمہ نصیب ہے — دشمن کو بھی نہ ایسا کہین اے خدا ملے

گر لین دین جان کے دیتی یہ آبنی — سب خاک مین ہزارون ہی زر جا بجا ملے

تسپر ملا نہ خاک سبھی خاک مین گیا — اس ظلم کی ہی داد خدایا ذرا ملے

امید کامیابی کو اب طاق مین رکھو — پیچھا چھٹے تو جان کا کچھہ آسرا ملے

ورنہ ایسی عذاب مین جان دوگی ایکدن — اسکے سوا گنہ کے سزا اور کیا ملے

انصاف تو اوٹھہ گیا اب تو جہان سے
ڈہونڈو اگر ملے تو یہ ملک بقا سے ملے

قصیدہ در مدح حکیم بلدیو سنگھ صاحب نامی و گرامی ارسطوئے زمان لقمان بیگمان رئیس میرٹھ

اس چرخ سے امید ہو آرام کی کہان — دیتا نہین ہے چین زمین پر یہ آسمان

یہہ وہ بلا ہے جس سے رہائی نہین نصیب — یہہ ہی زمین ہے کچھ ہی فلک جا بجا جہان

لیکن ہزار شکر کہ دل نے نوید دی — کھول آنکھہ اور دیکھ کہ بیٹھا ہے تو کہان

میرٹھ ہے شہر رشک ارم غیرت بہار — رنگ نشاط و کیف طرب سے ہے بوستان

کچھہ غم نہ کر مریضہ کا شافی ہی گردگار — جبریل ہنسلی کی ہو خوش میم بی گمان

رکھو تو نظر خدا پہ کہ شافی ہی اوسکی ذات — کر دیگا دم مین اوسکو شفا خالق زمان

اس شہر مین وہ رشک فلاطون حکیم ہین — ممنون لطف جن کی ہین سب خورد اور کلان

بلدیو سنگہ نام گرامی ہے مشتہر — فیض و عطا سے اونکی جہان شاد ہر زمان

ادن سے رجوع کر کے مریضہ کا کر علاج — دست شفا سے پائیگا تو اونکی پہر امان

ہے ذات پاک اونکی عجب مجمع صفات — مرہم نہ جراحت دلہار خستگان

سرسبز اونکی فیض سے ہر نخل آرزو — شاداب تر ریاض تمنا ہے یکسان

یہہ سنکے دل سی مین نے کیا اونسی عرض حال — پہر تو شفا مریضہ نے پائی ہوئی امان

نزلہ کا اوسکو عارضہ مدتسے تہا خراب — تہوڑی ہی دنون پائی نجات اوس سے بیگمان

کیا کیا علاج عمدہ کیے لاکہ لاکہ شکر — بقراط وقت لکہون کہ سقراط ہین زمان

ایک اور مطلع ابتو لکہون اونکی ثنا مین — ہو شور جسکا ہند سے تا ملک اصفہان

وہ ہین مسیح وقت صفت ہو و کیا بیان
خاک قدم مین اونکی ہے اکسیر کا نشان

تشریح صفت اسم مبارک

حکمت کی بے سے زبانی مین وہ سب تمام — اور لام سے ہین ثانی لقمان بیگمان

رد دال سے ہی دست شفا اونکا عام مین — ڈرتا مرض ہی اونسے چھپاتا ہی اپنی جان

اور پاے سی ہین یار جہان ہند مین ضرور — رکھتے ہین درد واوسے وحدت کا ہر نشان

اور سین سے وہ سالک دین ولیقین ہین — نباض ایسے لون سے پیدا بھلا کہان

اور گاف سے ہی گرد قدم اونکی کیمیا — کندن بنے ہے جس سے ہر اک جا پہ بیگمان

اور چھوٹے ہی سے ہادی دین ہنر ہین — سارہی ہی حرف نام کے عمدہ ہین ہر زبان

ہین قوم کے برہمن ویونانی ہی علاج — بیدک ہی جسکو کہتے ہین اونکا ہی پاسبان

جسکو کہ چٹکی خاک کی دیتے ہین پاس سے — اکسیر اوسکو سمجھو ہوا اوسکا امتحان

تشخیص اور تجربہ ادنی سا ہی غلام — آتا ہے اونسے پڑھنے کو لقمان ہر زمان

مفرد جسے دوا دی معًا ہو گیے شفا — ترکیب مین اثر ہے عناصر کا سب عیان

جاتا ہے سوز دل ہی وہین ایکدم مین پہر — دین شربت آنار جو با آب بادیان

نسخہ کسیکو لکھہ دین اگر اشتہا کا وہ — ہو وے نہ سیر پہر تو غذا سی وہ جاودان

جتنے مرض ہین ڈرتے ہین سدا اونسی الامان — زیبا ہے گر لکھون مین مسیحاے این زمان

دق اور سل کی عارضی جاتی نہین کبھی — دق ہو کے اونسے مانگتی ہین جانکی امان

رکھتے ہین نبض پر وہ کبھی ہاتھ اپنا جو — کر دیتے ہر مرض ہین خود ہی اپنا سب بیان

پائی شفا مریضہ نے جب اونکے ہاتھ سے	صل علی زمین سے گئی تا بہ آسمان

توصیف اخلاق شہرہ آفاق

اوصاف خلق کے بھی لکھوں اونکے کچھ ذرا	رہجائے جس سے نام میرا بھی جہان مین
اخلاق جسکو کہتے ہین اونکا ہی وہ مطیع	رہتا ہے روز و شب در دولت کا نگہبان
تسخیر سے نہین ہی زبان شیرین کچھ بھی کم	جو ہر کسی طبیب مین ہوتا ہی یہ کہان
مطلب میرا جو پوچھو تو یہ زندگی مین ہی	اونکی لگاؤن آنکھ سے مین خاک آستان
اس سے سوا غرض ہی نہ کچھ غرض ہے مری	ناچیز حرص دنیا ہے یہ پیش عاقلان
بس شوا اب قصیدہ کو کر ختم با دعا	پہونچے گا کب سلیمان پہ تو مور ناتوان

یارب ہمیشہ دوست رہین اونکے شاد شاد
اور دشمنون کی آنکھ مین ہو خار ہر زمان

آغاز تہنیت ہائے

تہنیت روز بوتیز برخوردار نونہال مسٹر طامس گر ایسن صاحب
رئیس سردھنہ

لادین مین دانیسل جو پسر	نیا نخل امت مین آیا ثمر

ملائک جو تبریک دینے اوسے
خوشی اسکی کیونکر نہو سر بسر

مسیحا کی اُمت مین شامل ہوا
مبارک بشر ہے مبارک بشر

ستارہ نصیبے کا اوسکے مدام
چمکتا رہے خوب شام و سحر

نواسہ جو یہ ڈپٹی صاحب کا ہے
خدا عمر دے اسکو مثل خضر

مبارک یہ دن ڈپٹی صاحب کو ہو
خوشی اس پسر کی رہے عمر بھر

رہے مردم دیدہ ما باپ کا
بڑہے نور چشم او نکا بس بیشتر

پلا ساقیا بادہ مے لالہ فام
مزہ خاندان کو ملے سربسر

ہوئی شور دینے پدر اوسکے جو
تو پایا اونہون نے یہی نور بصر

تہنیت رت جگہ منّت برخوردار نونہال شور صاحب مولف دیوان ہذا

جاگے تمام رات تو یہ رت جگہ ہوا
اوٹھے جو پھر سحر کو تو ذکر خدا ہوا

سہنک تمام رات جو روشن رہی ہی خوب
جلوہ شب برات سے بہی تہا بڑھا ہوا

گاتین مراثنین رہین پیر دن کے گیت خوب
دل سب کا رات بھر رہا اوسمین لگا ہوا

اک سمت گل گلے تھے تو اک سمت رحم تھا ۔ دل خوش خدا کے رحم سے لا انتہا ہوا
شربت بہی خوب سب نے پیا صبح ہوتی ہی ۔ اور اوسپہ ہار پھولونکا طرہ سوا ہوا
منّت نے خوب سب سے یہ منّت کہا یہی ۔ مجھپر جو فرض تھا وہ خوشی سے ادا ہوا

الیشور تم بہی جاگے ہو جو آج رات بھر
منّت کا حق ٹہلو کے تم پر روا ہوا

تہنیت روز منّت برخوردار الیوپٹیش فرزند ارجمند شور صاحب
واقع تاریخ ۱۷ مے سنہ ۱۸۹۱ء

سو منتوں سے منّت حق نے ہمیں دکھائی ۔ اوسکی گھڑی مبارک جو آج ہاتھ آئی
تا پنج سال اسکی ہر دم خوشی ہی دلکو ۔ لیتو کی وجہ ہمنے منّت ہے یہ منائی
دو سال اسکے گذرے کیا کیا خوشی سے ہمدم ۔ ہیں تین اب جو باقی ہوگی طرب فزائی
دے عمر میں لیو کے یارب تو ایسی برکت ۔ پہونچے وہ سو برس پر ہو رحمت الہی

مانگو دعا خدا سے منّت قبول کر دے
منّت کی گر تمہارے ہو شور واں رسائی

تہنیت روز سال گرہ دوم برخوردار سعادت آثار مذکورہ بالا

واقعہ ۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء

لیو کی سال گرہ کا ہوا ظہور ہے آج
مبارک ایسی گرہ جسکا یہ سرور ہے آج

لگے ہے دوسری رشتہ میں جو گرہ امروز
تو رشتہ داروں کی آنکھوں میں اس سے نور ہے آج

نثار عقدہ ثریا گرہ پہ سال کے ہے
مزاج چرخ بھی اسکی خوشی میں چور ہے آج

خوشی کے نشہ میں سب جھوم جھوم کر بولی
کہ دل کو فرحت اور آنکھوں میں کیا سرور ہے آج

دراز عمر لیو ہووے نوح کی مانند
فلک سے حکم خدا یہ ہوا ضرور ہے آج

رہے وہ پھولتا پھلتا چمن میں دنیا کے
دعا یہ شور کی یا رب تیرے حضور ہے آج

خوشی کا جام پیو سب کے ساتھ تم اے شور
کہ شوق جام طرب جوش پر وفور ہے آج

تہنیت سال گرہ برخوردار لیو معہ تاریخ تولید از نتائج

طبع مرزا وحیدالدین حیدر صاحب تخلص

ملک رئیس موضع منوٹھ ضلع ایٹہ

لگے لیو کی خدایا ہزار سال گرہ
مبارک ہووے اوسے دوسری یہ سالگرہ

الٰہی کیجیو تو عمر نوح اوسکو عطا
کری ہے حق سے یہی التدن سوال گرہ

ہر ایک کی نظر بد سے وہ رہی محفوظ — نہ لائے دل مین کبہی اوسکی کچھ ملال گرہ

ہمیشہ دوست رہین اوسکی شاد اور خرم — کیا کرے سر دشمن کو پائمال گرہ

بلند مرتبہ ہو اوسکا اور بڑہے دولت — مدام رکھتے ہے دل مین یہی خیال گرہ

فزون ہو شوکت و اقبال اوسکی قسمت مین — خیال کرکے منجم تو دیکہہ بہال گرہ

حساب ارض و سما دیکہہ زائچہ تو کہینچ — بتائے ماضی و مستقبل اور حال گرہ

بہم ہین ہفت کواکب جو اوسکی طالع مین — کسیکی دیکہی نہین ایسی نیک فال گرہ

دعا یہہ ہے مبری درگاہ مین تیری یارب — عدو کی پاتی رہی ہر برس زوال گرہ

پہین گے ساغر می ساتھ شور صاحب کی — لگا کے آئیگا جسدم وہ نونہال گرہ

یہہ شور بزم طرب مین ہی ہر طرف سے ملک — ہے آج فضل خدا سے لیو کی سال گرہ

اوڑا دو بہر تولد یہہ بے مثال کا سر
لگائے تم نے تو ہے سہل وبی مثال گرہ

تہنیت سالگرہ سوم برخوردار لیو مدعمرہ پسر شور صاحب

واقع ۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ع

یہہ تیسری ہی گرہ خوشنما مبارک ہو — لیو کی سالگرہ یہہ سدا مبارک ہو

دراز عمر ہو اس نونہال کے ایسے
گرہ یہہ سال بہ سال اوسکو ہو نیک نصیب
کھلا خوشی سے درمیکدہ جو میرٹھ مین
پیا ہے جام خوشی کا جو سب نے ملکر آج
خدا دکھائے یہہ ہر سال انبساط کا دن

چمن چمن ہو خوشی اے صبا مبارک ہو
اسیطرح سے یہہ دن ایخدا مبارک ہو
معانکو اسکی نوید صلا مبارک ہو
تجھے بھی خضر بھی آب بقا مبارک ہو
ہمیشہ جلسہ کا یہہ سلسلا مبارک ہو

وہ دن بھی آئے کہ سہرہ بھی سر ہندہی اسکی
کہین یہہ شور سے سب برملا مبارک ہو

قطعہ تہنیت سال گرہ برخوردار مسطور الصدر از افگار دربار
قاضی محبوب بخش صاحب رئیس لال کرتی میرٹھ

شور صاحب تمہین مبارک ہو
رشتۂ عمر مین پڑی ہے آج
در فرحت کشادہ ہین گھر گھر
تشنہ کامون کو کردیا سیراب
غنچۂ دل شگفتہ کرتی ہے

آج فرزند کی یہہ سال گرہ
فرخ و سعد و نیک فال گرہ
ہے عجب میمنت مآل گرہ
بن گئے چشمۂ زلال گرہ
باغ قدرت کی ہے نہال گرہ

فرط خیرات اور سخاوت سے
بنی گنجینۂ نوال گرہ

یہہ گرہ ہے گرہ کشائی امل
جسکو کرتے ہین احتمال گرہ

باغ عالم مین عطر بیز ہے آج
غنچہ خلد کی مثال گرہ

تہنیت میمنت سعادت سے
آج کرتی ہے اتصال گرہ

یہہ گرہ دل کی کھولتی ہے گرہ
ہر گرہ ہے پر از کمال گرہ

نہ پڑی کوئی کار دنیا مین
ق
آپ کے مظہر کمال گرہ

رشتۂ عمر مین پڑی لیکن
ہر برس تا ہزار سال گرہ

اپنی جلوہ کی آبیاری سے
سب کو کرتی رہی نہال گرہ

کیونکر اسکو لکھین نہ اہل سخن
مصدر فضل ذو الجلال گرہ

آج کیا کیا دکھائی ہے محبوب
شاہد عیش کا جمال گرہ

اسکی شادی بہی اب دکہا یارب
عقد تنکیح پر ہو دال گرہ

میرے ممدوح کو مبارک ہو
یہہ بصد شوکت وجلال گرہ

اب یہہ وقت دعا ہے ای محبوب
کر چکے خوب قیل وقال گرہ

دوستون کو رہے کشایش کا
حق مین دشمن کی ہو وبال گرہ

تہنیت سال گرہ چہارم برخوردار لیویتیش از شور صاحب واقع ۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع

الہی دعا مین تہی مصروف چوتہی سالگرہ
کہ دیکہون ایسے مین ہر سال نیک فال گرہ

ہوا ہے چار برس کا لیو جو آجکے دن
لگائے اگی نے خوشی ہی کی دیکہہ بہال گرہ

لیو کی عمر کے رشتہ مین ہی خدا سے دعا
ہزارون سال گرہ ہو ہزارون سال گرہ

گرہ جو سخت ہو وہ ہر گرہ سی دور رہے
کہ ہے خدا سے یہہ ہی رات دن سوال گرہ

ستارہ دوست کا اوسکے سدا رہی روشن
عدو کی باقی رہے ہر برس زوال گرہ

خدا دکھائے ہمین ہی یہہ روز سال بہ سال
کری خوشی سے دل و جان کو نہال گرہ

پیا ہے ساغر مے شور نے ہی سب کے ساتھ
لگا کے آیا وہ جب چوتہے نونہال گرہ

تہنیت سال گرہ ہشتم نور چشمی شور صاحب واقع تاریخ ششتم ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۱ع

خدا نے نیک گہڑی آج پہر ہی دکھلائی
کہ سال آٹھوین کی سال گرہ پہر آئے

ہوئی ہے آٹھہ برس کی جو آج یہہ شوری
مراد بیش بسدل کی ہمنے بہر پائے

خدا نصیب کرے عمر و علم انگریزی ۔ کہ جس سے ہووے خدا کی اوسے شناسائی
ستارہ اوسکے نصیبی کا بھی رہے روشن ۔ کہ اوس سے چشم مین ماباپ کی ہو بینائی
اثر ہو گرہ سخت کا کبھی اوسپر ۔ خدا کے مہر ہو اور سایہ مسیحائی
نصیب دوست و حشمت ہو اور علم و ہنر ۔ ہو دو جہان مین مشہور اوسکے دانائی

بجھے ہو گی کمی شور اب تو دولت کی
خدا نے تیرے لئے پچھی بھیجوائی

تہنیت سال گرہ دہم دختر نیک اختر شور صاحب
واقع ششم نومبر سنہ ۱۸۹۳ء

لگے گی دسوین گرہ رشتہ مین لگالو آج ۔ یہہ دن ہی سال گرہ کا خوشی منالو آج
ہوئی ہے شوری جو بیٹی دس برس کی شکر خدا ۔ تو اسکی سالگرہ سب خوشی سی گالو آج
خدا دراز کرے عمر تا صدوسی سال ۔ دعا یہہ دیکی گلی اسکو سب لگالو آج
نصیب علم و ہنر ہو اسے بحکم خدا ۔ دل اور جان سی بس لذت دعا لو آج

دعا ہے شور کی گھر ہی ملے اسے اچھا
یہہ فال نیک نجومی سے بھی دکھالو آج

قطعہ تاریخ شادی مسٹر سیڈویل پلاوصاحب رئیس
راج الور کمانڈنگ افسر فوج راجہ صاحب بہادر

پس از مدت مرادِ دل خدا کی گھر سے پائی ہے
مبارک ہو بہت یہہ خانہ آبادی مبارک ہو

کہا اب شیڈول سے شاد ہو کر شور صاحب تم
تمہیں یہہ خانہ آبادی کی ہے شادی مبارک ہو

قطعہ تاریخ تولید فرزند ارجمند دلبند بخانہ علی حسین خانصاحب
کوتوال شہر میرٹھ رئیس شاہجہانپور

شہر میرٹھ کے جو ہین اب کوتوال
اونکے گھر پیدا ہوا دلدار ہے

شور صاحب کی وہ ہین یکرنگ دوست
اسلئے اونکو خوشی بسیار ہے

نام ہے اونکا علی حسین خان
شہرت اونکی برلب سرکار ہے

ہے سر بامِ فلک سے یہہ ندا
واہ واہ کیا نیک برخوردار ہے

۱۳ ھ ۱۰

تہنیت تولید فرزند کوتوال صاحب موصوف
از نتائج طبع شور صاحب زمیندار

یہہ فرزند اوتار پیدا ہوا ہے — نصیبے کا بیدار پیدا ہوا ہے
منجم نے جب زائچہ اسکا کھینچا — تو نکلا کہ سردار پیدا ہوا ہے
جبیں پر ہیں آثار عیش و طرب کے — کہ اون سے خوش اطوار پیدا ہوا ہے
نہوگی کمی گھر میں دولت کی اب کچھ — یہہ ایسا گھربار پیدا ہوا ہے
ترقی ہو اس سال میں باپ کے بہی — کہ اون کا مددگار پیدا ہوا ہے
نہ غفلت کبھی آئیگی پاس اسکی — کہ بسیار ہشیار پیدا ہوا ہے
رہے اختر طالع روشن ہمیشہ — سراپا پر انوار پیدا ہوا ہے
گرہ سخت اس سے رہیں دور بالکل — کہ مقبول غفار پیدا ہوا ہے
مبارک تمہیں ہوی کوتوال صاحب — کہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے
خوشی سے گئیں بلبلیں پہول ہو اب کے — عجب زیب گلزار پیدا ہوا ہے
خدایا تو کر عمر اسکی دراز اب — کہ خوش طالع دلدار پیدا ہوا ہے

کرو شور دل اپنا اسیر فدا تم
کہ اچھا خریدار پیدا ہوا ہے

قطعہ تاریخ تولید فرزند ارجمند بخانہ جہانگیر شاہ صاحب

رئیس فتحپور ضلع ایٹہ

ہوا جہانگیر صاحب کی پس از مدت جو فرزند | تو کیا رشک ارم اس نے بنا کاشانہ ہے

سپہر چرخ برین سے یہہ ندا ہی شور صاحب کو
لکہو تاریخ اسکی یہہ چراغ خانہ ہی ۱۸۹۲

سہرا شادی مسٹر چارلی پاول صاحب رئیس آگرہ
واقع ۲۷ فروری ۱۸۹۳ء

اسی دعا مین تہا مصروف رات بہر سہرا | بند ہے گا چارلی پاول کی کل سحر سہرا
یہہ دن خدا نے دکہایا ہی نیک ساعت مین | نہ کیونکہ جامہ سے باہر ہو پہول کر سہرا
لگا کے چاند کی کشتی مین سر پہ رکھ کی فلک | خوشی سے لایا ستارون کا جلوہ گر سہرا
ارم سے حورین ہی دینے کو نذر آئین گی | جو بیٹہا کرسی پہ نوشہ ہی باندہ کر سہرا
الٰہی دولہا دولہن مین رہی سلوک مدام | کہ باندہا ہو پیار کی نیت کو پڑہ کی سہرا
مچا ہے شور جو دہلی مین خوب شادی کا | تو سر پہ چڑہ کے پہر اترایا بیشتر سہرا

لکہا یہہ شور نے نوشہ کے مامان سی خوش ہو
مبارک آپ کو ہووے یہہ سربسر سہرا

سہرا شادی برخورداران نظام الدین و علاء الدین نبیرگان حافظ عبدالکریم صاحب رئیس لال کرتی میرٹھ

اسی دعا میں تہا مصروف روز شب سہرا
بندہے گا دونو کے یارب میں دیکہوں کب سہرا

سو دن وہ آجکا ہی تیری اے نظام الدین
بٹہا کے کرسی پہ باندہا گہر کا جب سہرا

خوشی سے پہول گیا تو بہی اے علاء الدین
کہ لائیں تجکو بہی حوریں ارم سی سب سہرا

خدا کی شان کچہہ اترایا ایسا سر چڑہ کر
زمین پہ رکہتا نہیں پانو بے سبب سہرا

بڑا قبا سے نہ دونو کے اک گرہ بہر بہی
یقین ہو گیا سب کو ہی با ادب سہرا

بنا ئیے ہیں ہمیشہ بنا رہیگا خلق
کہ پڑہ کے سورہ اخلاص باندہو اب سہرا

ہوئی جو دہوم سے دونو کی شادی میرٹھ میں
تو ہوے سب کو مبارک بفضل رب سہرا

خوشی سے پہولا نہ جامہ سے اپنے ہو باہر
تو پہونچا ہند سے پہر اوڑکے تا عرب سہرا

ق
خوش ہو کے شور یہہ عبدالکریم سے بولی
کہری بہت سا مبارک تمہیں ہو رب سہرا

برائے آج تمہاری یہہ آرزو دل کی
ہمیشہ کہتی تہی دیکہینگے ہم بہی کب سہرا

ولہ

کیا بنا جلوۂ حق سے یہہ منور سہرا | ہے سراسر رخِ پرنور کا زیور سہرا

باندہ کر سہرہ کو جب بیٹھا نظام الدین آج | ایسا اترا یا چڑہا سر پہ سراسر سہرا

پھر ہوا تخت نشین جبکہ علاؤ الدین ہی | لایا انجم کو وہین کرنے نچھاور سہرا

ایک گر ماہ ہی تو دوسرا رشک خورشید | دو لونپر باندہو ستارونکا برابر سہرا

چرخ نے دیکھے دعا جو رکے سر پر بھیجا | کشتی ماہ مین انجم کا لگا کر سہرا

بڑہا اتنا ہے خوشی سے کہ سر بزم مین آج | سر دریا سے ہی ہوا جاتا ہے باہر سہرا

واہ واہ مہر نے مہ نے کہا سبحان اللہ | دیکھکر دونو کے چہرہ پہ منور سہرا

اسکی خوشبو سے سماتی نہین جامہ مین بہار | کیا بنا پہولون کا ہے واہ معطر سہرا

شرم سے موتہ نہ دکھاین کبہی اپنا گہر | دیکہین گر دونو کی رخ پر مہ و اختر سہرا

باندہ کر سہرہ کو جب بیٹھا قران السعدین | جلوۂ طور سے پہر ہوگیا بڑہ کر سہرا

ہون مبارک تمہین یہہ شادیان حافظ صاحب | لائے سب اہل سخن اسلئے کہکر سہرا

ہوگیا شور کا ہی شور سر بزم مین آج
سنکے خوش ہوگئے جب سارے سخنور سہرا

سہرہ شادی دوم مسٹر اڈورا جونس صاحب

رئیس میرٹھ کوٹ انسپکٹر باندہ

مبارک آج ہوا ڈورڈ کو خوشنما سہرا — بندھا ہے باندہ مین یہہ خوب دوسرا سہرا

بندھا یہ عقد جو باندہ مین اتفاق سی ہے — تو دست بستہ وہ نوشہ کا ہورہا سہرا

ہوا کسیکو نہ یہان اوسکا دید ظاہر مین — خوشی سے دلہن مگر کہ رہا ہی جا سہرا

بنا بنے مین ہمیشہ بنے رہے ایسی — کہ سب کے مونہہ سے یہہ ہی نکلی خوب تھا سہرا

دلہن کو لیکے وہ میرٹھ مین آئینگے جسدم — کہینگے دیکھ کے سب لوگ واہ وا سہرا

بسا ہے آج یہہ گھر پہر جو دو برس کے بعد — زمین پہ پانو نہین رکھتا سر چڑھا سہرا

خوشی ہوئی ہے جو میرٹھ سی باندہ تک اسکی — تو گاتے لوگ ہین جم جم سے جا بجا سہرا

مبارک ہوے یہہ نوشہ کے والدین کو دن — کہ اونکو باندہ سے دیتا ہے یون دعا سہرا

خوشی کا جام پیو شور تم بھی گھر بیٹھے
دعا سے آپکے حق نے دکھا دیا سہرا

سہرا شادی نواب عالیجناب حامد علی صاحب بہادر والی بلدہ رامپور دام ملکہ

ہو مبارک تجھے اے طالع بیدار سہرا — کہ بندھا حامد علیخان کے ہے سر پر سہرا

رامپور جسکے قدم سے ہی تجلے گہ طور
ایک ایک در پہ فدا ہوتے ہین ساری دریا
ایک ہو محو ضیا دوسرا قربان جلا
نہ طبق اسکی تجلے نے بنائے پر نور
طور پہ نور ہے اور نور پہ انوار بہار
دولت و حشمت و اقبال ہین اونکے غلام
ہر گل و غنچہ ہوا مصحف رخ پر قربان
بیٹہا جب تخت پہ نوشاہ شہنشاہ بنکر
اوسکے خوشبو سے ہوئے جامہ سے باہر جو بہار
رامپور مین ہوی ایک دہوم ہی اس سہرہ کی
قیصرہ ہند کے نواب ہوا خواہ ہین جو

زیب سر اوسکے ہے رشک مہ انور سہرا
بحر انوار ہے یا جلوہ گوہر سہرا
کاش دیکھین ترے سر پر مہ و اختر سہرا
کشتی ماہ مین کہا لاتی سجاکر سہرا
سر پہ ہے تاج سر تاج منور سہرا
اس دعا سے نہین خاموش ہی دم بہر سہرا
گوندہا ہے سورہ الحمد کو پڑہ کر سہرا
انجم کی اوس پہ لگا کر نے پچہا در سہرا
رشک گلزار ہے پہولون کا معطر سہرا
گائین سب ماں کے سرودی نہ کہیں کیونکر سہرا
اونکی خدمت مین ہی جائیگا یہ اوڑ کر سہرا

در و دیوار سے ہے شور مبارکبادی
شور نے جب سے لکہا خامہ اوٹہا کر سہرا

رسید کیک شادی مسٹر اڈورڈ جونس صاحب کورٹ انسپکٹر

کہ جو باندہ سے میرٹھ بسبیل ڈاک آیا از شور صاحب

یہہ کیک شادی کا وہ ہی لذیذ شیرین کلم
لبون کو بند کرے گفتگو سے شیرینی
زبان وصف کو کرتی ہی بند شیرینی
مزے ہین اسمین جو دو ترش اور شیرین کے
اور ہے یہہ طرہ کہ موتی ہی چسپان ہین ادہپر
وہ موتی سچے سجای کہ آب و تاب اونکی

کہ آیا باندہ سے لیکر خوشی کا ہی پیغام
اگر لے اہل زبان ایکدفعہ اسکا نام
قلم سے اس لئے لکہتا ہون مین دعا و سلام
ہے حسن و عشق کا مجموعہ نزد اہل کلام
کہ جیسے شاخ شجر پر ثمر ہون شیرین کام
کرے ہے شمس و قمر کو خجل سحر اور شام

دعا ہے شور کی دولہا دلہن ہین آلنس وہ ہو
کہ جیسے کیک کے اندر مٹہاس کا ہے قیام

قطعہ تاریخ کمرہ نو تیار منشی وزیر علی و امیر علی رئیس پا ڈی پٹ
واقع شہر میرٹھ

بنایا میر وزیر علی نے کمرہ خوب
بہ زیب و زینت و انداز و شان حسن و صفا

سر دش شور سے بولا کہ فی البدیہ لکہہ
چہ بے نظیر عمارت ہے اسکا سال بنا
۱۹

قطعہ تاریخ مکان ثانی لالہ گوبند پرشاد صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع میرٹھ

مکان گوبند پرشاد اپکا ہی وصف کے قابل — نہایت خوب اور زیبا بنی اوسکی عمارت ہے
عبادت بیٹھکر اسمین کرو دن رات خالق کی — کہ اوسکی مہر و رحمت تمیہ اور لطف و عنایت ہے
عدد کم کر کے ایک تاریخ لکھدی شور نے اسکی
عبادت کے لیئے دیکھو کیا گوشہ غنیمت ہے

قطعہ تاریخ کوٹھی عبد الغفور خان صاحب رئیس داہر میپور ضلع بلند شہر واقع علی گڈھ ہ

خان والا جاہ و والا شان من عبد الغفور — تمنے کوٹھی کیا بنائی خوش ادا و پر فضا
طاق و منظر پر فدا ہی جسکے قصر نہ رواق — بام او در پہ ہے قربان جسکے ایوان سما
اور حمام اوسکا ایسا پر محل زیبا طراز — جسکی حمام فلاطون بہی کرے دلسے ثنا
اوسکی گرمی گرمی لطف و ادائی دلربا — جوش اوسکا مایہ آثار انداز صفا
ہے چمن ہیئے مکان کی جانعالم باغ باغ — اور لب صحن ارم پر اوسکی ہر دم واہوا
فکر مین تاریخ کے ہے شور کیون بیہودہ کد

گلشن خلد برین واہ اسکا ہی سال ہنا

قطعہ تاریخ کتاب تواریخ ۱۲۹۱ ہجری منصفہ سلیمان شاہ صاحب رئیس سردھنہ ضلع میرٹھ تحصیلدار علیگڈہ

سلیمان شاہ جو علی گڈہ مین ہین
ہوئی وہان کی جب سے ہی تحصیلداری
لکھی ہے اونھون نے مشرح یہہ دل سے
بزرگ اونکے نواب تھی جانفشانخان
لہذا یہہ تاریخ کا نام رکھا
ہوی فکر جب سال کی شور کو تب

تواریخ اونکی ہے نادر زمانی
یلیے نیک نامی سے ہے کامرانی
تمامی ستائیش جو تھی خاندانی
ہوئے غدر مین اونسے تھی جانفشانی
نگین سلیمانی اور جانفشانی
یہہ آئی ندا اوسکو بس آسمانی

اوٹھا کر سر آسمان سے یہہ لکھدے
بسا عمدہ تاریخ با جان فشانی
۹۲ ۱۸

قطعہ تاریخ کتاب مدرس کریما از نتایج طبع خوش نگار شیخ نذر محمد رسالدار رجمنٹ دوم راجہ صاحب گوالیار

یہہ تازہ کریما کا مسدس ہی خوش انداز
کیا ندر محمد نے لکھا نام خدا ہے

کیا حضرت سعدی کی ہی تضمین طرفہ
اعجاز کا انداز نیا جلوہ نما ہے

اخبار شہادت رکھا نام اسکا بہت خوب
ہر طرز سے ہر شان سے ندرت کی ادا ہے

ہر دم لب حکمت پہ ہی تحسین کا اک شور
اخبار شہادت کی رقم مہر ضیا ہے

۹۲ ۱۸ ۱۸

قطعہ تاریخ غسل صحت برخوردار لیو طول عمرہ خلف شور صاحب مولف دیوان ہذا

لیو نے عارضہ سے دکھ اٹھا کر جو شفا پائی
تو اوسکے رشتہ دار انکو دل و جانسی مسرت ہو

رہے ظل مسیحا اوسکے سر پر تا ابد آمین
خدا کی روز و شب اوسپر عنایت اور رحمت ہو

پے تاریخ خوش ہوکر یہہ ہاتف سے ندا پہونچی
لکھو تم شور صاحب کہ مبارک غسل صحت ہو

۱۸ ۹۲

مبارک باد و تاریخ ہای غسل صحت شور صاحب از عارضہ لاحقہ مبارک باد از شور صاحب موصوف

شور کو یہہ شفا مبارک ہو
آج کا دن ہے غسل صحت کا
ہوا فضل خدا مبارک ہو
مرض لاحقہ سے پائی شفا
کیا حق نے عطا مبارک ہو
بڑی تکلیف عرصہ تک پائی
دوستون کے دعا مبارک ہو
رحمت اپنی سے اوس رحیم نے پہر
صحت اسکا صلا مبارک ہو
آج جلسہ مین اس خوشیکے سب
بخش دی سب خطا مبارک ہو
کرین شکر خدا مبارک ہو

اور پرین ساتھ شور کے جام
پہر کہین حبذا مبارک ہو

قطعہ تاریخ غسل صحت شور صاحب از نتایج افکار زرنگار حکیم محمد فخر الدین صاحب فخر رئیس میرٹھ

آپکی تو علیل ہونے سے
سبکی جاتی رہی تہی یہان اوسان
اور ڈبل کی دیکہکر حالت
ڈاکٹر پیٹتے تہے اپنی ران
بارے تکلیف ہوگئی وہ دور
سبکے تن مین گئی پہر آئی جان
جب ہوئے ہوش اور حواس درست
مجکو تاریخ کا پہر آیا دھیان

پوچھا ہاتف سے سال صحت مرض | اور ندا پر لگائے اوسکے کان

پائی بدخواہ قطع کر بولا
تندرستی ہزار نعمت جان
۱۸ ۹۲

ایضًا

مبارک باد صحت شور صاحب | خدا کا شکر ہے چہوڑا بلا نے
ابہی تہی زندگی کچھہ دنکی باقی | اثر پورا دکہایا جو دوا نے
ہوئے کوشش سے بابو کے اب اچہے | لگی محنت بہہ اوسکی ہی ٹہکانے
نہین بابو کی کوشش کیسی صاحب | تمہین نے خرچ کرڈالے خزانے

سرطاقت کو رکہکر بر سر طاق
مرض بہاگا شفا بخشی خدا نے
۱۹ سمت فصلی
۹۴

ایضًا

لکہون شور صاحب مین کیونکر دکہال | اوٹہائی جو ذلیل سے تمنے مصیبت
سہین آپ نے کیا کیا تکلیفین ایسکی | ہوئی کسقدر جسم کی صرف طاقت
نہین تے اوٹہائی ہین جسم جو گذرے | نہین اس زمانہ کی لوگونکی ہمت

یہہ سمجھو ہوئی زندگی پہر دوبارا
کرو شکر اللہ کا فخراب تم

مٹی ساری تکلیف خالق کی قدرت
کہ صاحب بہی فرماتے ہاین تمپہ شفقت

جدا کر کے بد خواہ کا سر یہہ لکہدو
تمہیں شور صاحب مبارک ہو صحت

قطعہ تاریخ غسل صحت از فکر رسا میر خان تخلص ابر نایب مدرس تحصیلی اسکول میرٹہہ

شور صاحب آپ نے پائی شفا
کیف راحت ہو مبارک آپ کو

شافی مطلق نے کی صحت عطا
جوش رحمت ہو مبارک آپکو

بعد عرصہ کے ہوئے فرحت نصیب
حظ فرحت ہو مبارک آپ کو

درد دل اور رنج تن رخصت ہو
عیش و عشرت ہو مبارک آپکو

ناتوانی اور کم روزی گئی
زور و قوت ہو مبارک آپکو

فکر درمان سے ہوئی فرصت حصول
یہہ فراغت ہو مبارک، آپکو

از سر اخلاص لکہا ابر نے
غسل صحت ہو مبارک آپکو

قطعہ تاریخ غسل صحت از جودت طبع عبد الحکیم تخلص محشر ساکن میرٹھ

دعا دیتا ہے محشر شور صاحب صدق باطن سے
زمین سے آسمان تک آپکا شور فصاحت ہو

لب بام مسیحا پر رہے تحسین کا آوازہ
سخن کو آپکے دم سے جہاں مین ایسی فصاحت ہو

ستایا تہا مرض نے آپکو کھویا گیا یکسر
جو دکھ دی آپکو اوس سے فلک کیوں نہ ندامت ہو

ہوئی صحت دل احباب کو خوشدل کیا کیا
جراحت دور ہو تمسے تو جانکو کیون نہ راحت ہو

سروش غیب سے پوچھا جو مین نے سال صحت کا
کہا محشر سنادیجے مبارک غسل صحت ہو

ولہ

جناب شور صاحب ہو گئے تہے
سپہر ناتوان مین سے جو رنجور

خدا نے دولت صحت عطا کی
کہ خوش ہو دوستونکی جان محزون

جدا سب ہو گئے امراض و آلام
دل محشر ہوا شادان و مسرور

فلک سے پوچھتا تہا مین جو تاریخ
کمک تہے عالم بالا سے منظور

کہ ناگہ دیدہ بد دور اوسی دم

ہوئی آواز پیدا سب مرض دور

قطعہ تاریخ غسل صحت شور صاحب از فکر گہربار منشی وزیر علی زمیدار و رئیس پانی پت

شور صاحب کو دے خدا نے شفا
باغ ہستی کی ہو مبارک سیر

سر حاسد کو قطع کر کے وزیر
کہا ہاتف نے لکہدو شور بخیر

ایضاً

سُنا مژدہ صحت شور جس دم
کہا دل نے حضرت سلامت مبارک

لکہو کاٹ کر پا عدو کے وزیر
تمہیں شور صاحب یہہ صحت مبارک

قطعہ تاریخ فارسی از نتایج طبع ذیشعور حافظ امداد حسین صاحب ظہور مدرس مدرسہ تحصیلی میرٹھ

للہ الحمد علیش جلوہ نمود
شور صاحب لبسا مبارک باد

تن ز درد و ز رنج دل درست
برلب آمد دعا مبارک باد

چمن آرزو بہار آورد — عشرت افزا فضا مبارکباد
دل احباب از طرب بشگفت — حبذا حبذا مبارک باد
جام گیری و بادہ پیمائی — ہر سحر ہر مسا مبارک باد
آسمان و زمین ست عشرت گاہ — شش جہت کیف زا مبارکباد
عیش بر خویشتن ہمی نازد — کیف عشرت فزا مبارکباد
بذلہ سنج ست خامہ از فرحت — آمد نغمہ سرا مبارک باد
رخ برافروخت صفحۂ قرطاس — حسن بیضا ضیا مبارکباد

حمد را لغد حال باید ساخت
شور صاحب شفا مبارکباد

قطعہ تاریخ غسل صحت از نتائج افکار شاعر مشہور روزگار اشارت علے خان صاحب تخلص صدق رئیس میرٹھ

شیرین کلام شور شفا یافت از خدا — در بام انبساط شکر ریخت مدعا
بہر شمار از سرآرام صدق سال

گوہی زشور تلخی رنج والم جدا
۱۱ ۹۲

ایضاً

شور صاحب یافت از سرطان نجات　　حضرت عیسیٰ چو شد فرمان روا

صدق تاریخ بگو روی ہم
شور شیرین کام زین شہد شفا
۱۸ ۹۲

ایضاً

شور کا ہی غسل صحت عیش و عشرت عام ہے　　ساقی دلکش ہی جام بادہ گلفام ہی

صدق اب کہی قلم سرطان کا سر کاٹکر
آج لو شہد شفا سے شور شیرین کام ہے
۱۸ ۹۲

مبارکباد غسل صحت شور صاحب از افگار گہر بار محبت نقش قاضی محبوب بخش رئیس قدیم الور خوش باش بازار لال کرتی میرٹھ زاد عنایتکم و لطفکم

یہہ صحت آپکو بامیمنت مبارک ہو　　رہے مدام یونہین خیریت مبارک ہو
بحمد اللہ کہ خالق نے تمیہ رحم کیا　　جدید عمر ہوئی مرحمت مبارک ہو

تھے دو مہینے سے دنبل کی آپکو تکلیف
ہوئی ہی اوسکی اب اصلاحیت مبارک ہو

رہا جو زیر و زبر پیش طبع والا کے
خدا کی اسمین تھی کچھ مصلحت مبارک ہو

متاع عمر کی دوکانین آگیا تہا ضرر
ہوئی یہہ از سر نو منفعت مبارک ہو

مرض وہ ٹہیک ہے ہو جسمین عافیت صحت
یہہ صحت آپکو تا عافیت مبارک ہو

نہ کیونکہ مین تہ دلسے لکھون مبارکباد
کہون نہ کیونکہ علو مرتبت مبارک ہو

کہ آپ رکھتے ہین محبوب اپنا قاضی کو
مجھے بہی آپ سے محبوبیت مبارک ہو

مبارکی کو بہی دیتا ہون مین مبارکباد
نہ ایک مرتبہ سو مرتبت مبارک ہو

ہوا ہے اہل طرب کا ہجوم بنگلہ پر
سرود و نغمہ بصد تان گت مبارک ہو

وفور صدقہ و خیرات سے جو دہوم ہوئی
بنے فقیر ذو المقدرت مبارک ہو

مبارکی کی جو اشعار پیش کرتا ہی محبوب
یہہ تمکو شور بہ شیرین صفت مبارک ہو

تہنیت تولید فرزند کوتوال صاحب موصوف از نتایج طبع شور صاحب زید مجدہ

نزول نوید سعید پسر مبارکباد
سرور خاطر و لخت جگر مبارکباد

ضیائی چشم و فروغ نگاہ و راحت قلب
عصائے پیری و نور نظر مبارکباد

ہزار شکر خداوند کارساز جہان	ز نخل عمر بر آمد ثمر مبارک باد
بنور مہر رخش دایما کند روشن	نگاه مادر و چشم پدر مبارکباد
ہزار بزم چنین منعقد کنی دایم	ہزار شادی و فرحت اثر مبارکباد

ہنوش جام مسرت فزا ضرور ای شور
ترا سرور دل انگیز تر مبارکباد

تہنیت مبارکی از منشی بو علی بخش ملازم قدیم ہنس راج صاحب
رئیس میرٹھ

کشایش گرہ مدعا مبارک ہو	ثمر فشانی نخل دعا مبارک ہو
بفضل ایزد و فیض دم مسیح تمہین	نوید صحت و غسل شفا مبارک ہو

قطعہ تاریخ دیگر مسدس کبر کا مصنفہ شیخ نذر محمد رسالدار
رجمنٹ دوم راجہ صاحب گوالیار از شور صاحب

لکھی کتاب مسدس ہین جو کبر کا کی	ہمارے دوست ذی جوہر ہین [illegible]
کہ نام نذر محمد مبارک ہے اونکا	خدا کے فضل سے اونکا [illegible]

سرزبان پہ یہ تاریخ شور آگئی

کہ یہہ کتاب نہایت ہی اک عجیب و غریب

تہنیت غسل صحت ننہی جان طوائف ساکنہ شہر میرٹھ خوش گلو از شور صاحب

شکر و شکر خدا مبارک ہو
اوسنے بخشی شفا مبارک ہو

لو بڑا خدا ہی دیدو کچھ
جس سے خوش ہو خدا مبارک ہو

زندگی پھر کی پائی ننہی جان
یہہ شفا بر ملا مبارک ہو

رحم پر آیا شافی مطلق
دیا اوس نے بجا مبارک ہو

تہا مرض بے طرح بلائے جان
ٹلی سر سے بلا مبارک ہو

پاکے ننہی سے جان پہ یہہ صدمہ
غسل صحت ہوا مبارک ہو

اسکی میرٹھ مین ہی خوشی سبکو
گہر بہ گہر ہے دہا مبارک ہو

خاکپا اوس طبیب کی اب تم
آنکہ سے لو لگا مبارک ہو

جسکی تدبیر سے مرض اور درد
ہوا تم سے جدا مبارک ہو

شور کی بہی شفیق ہین وہ طبیب
اون کا دست شفا مبارک ہو

قطعات تاریخ میت یسان مرحومان

قطعہ تاریخ وفات نبیرہ کلان ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و لندن

در صنعت توشیح واقع ۱۴؍ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء

از شور صاحب

۱ اے شہنشاہ ہند و انگلستان
۸ حسرتا حسرتا دریغا آہ
۴۰۰ تیرے تاج و سریر کا شایان
۵۰ نوجوانی میں چل دیا افسوس
۱ اک جہان کو کیا اسیر ملال
۴ دہوم ہے وہ جہاں میں نالہ کی

۱ اے فلک پایگاہ گردون فر
۴۰۰ تیرے نور نظر کا نور نظر
۴۰۰ تیرے اقلیم و ملک کا داور
۴ دی گیا ہے غضب کا داغ جگر
۶۰۰ خلق میں اک اوٹھا دیا محشر
۲۰ گنبد چرخ کھا گیا چکر

۲ پئے تاریخ شور نے توشیح
۱ آہ لکھے ہی کیسی درد آور

۱۸۹۲

قطعہ تاریخ وفات حکیم محمود خان صاحب رئیس دہلوی

طبیب نامی و گرامی در صنعت توشیح از شور صاحب

۸ حضرت دہلی کے وہ محمود خان	۸۰ فن طبابت کو تہا جن سے وقار
۶ وقعت سقراط تہی جن پر فدا	۳۰۰ شہرت بقراط تہی جن پر نثار
۴ جنکی نظر دافع امراض دہر	۳ جنکا کرم خلق کا تیماردار
۴ جنکی شفا تہی ازلی خانہ زاد	۴۰۰ خلق سے جنکا تہا زمانہ شعار
۳۰۰ شیوہ رندانہ تہا جنکا طریق	۷۰ عیش و طرب جنکا ہمیشہ شعار
۳۰۰ شیخ زمانہ جنہیں کہتے تہے سب	۸۰ فیض سے جنکے شتر روزگار
۹۰ صدمۂ فالج نے کیا اونکو تنگ	۵ ہائے جہان سے گئے با جان زار
۴ دہلی مین اب کوئی نہین مرد و زن	۴۰ جو نہو اس درد سے خوننابہ بار
۲ بلکہ نہین ہند مین وہ سخت جان	۵ ہجر سے اونکی نہو جو زار زار

۲۰ کام کیا شور نے توضیح مین
۱۰ یاد کے قابل ہے سن یادگار

قطعہ تاریخ فارسی وفات شاہزادہ البرٹ وکٹر نبیرہ ملکہ قیصرہ ہند و لندن از شور صاحب

جو البرٹ وکٹر ز دار فنا	برنجید و بگذشت در بہشت رفت

بفرمود ہاتف زہفت آسمان
بسویم بیا حاکم تاج و تخت
۱۸۹۲

قطعہ تاریخ انتقال مسٹر طامس ہدرلی صاحب جنت
آرام گاہ رئیس شہر میرٹھ از شور صاحب

جو طامس ہدرلی جہان سے گئے — تو احباب پر اونکے ٹوٹا غضب
ولے دوست تہے شور صاحب کی دہ — کہ ایسے بشر ہوتے پیدا ہین کب
عطا ہو گئی اونکو جنت و ہان — شگفتہ ہوا دیکہکر اون کو رب

جو کی فکر تاریخ آئی ندا
ملا خلد کا باغ ہی اونکو سب

ولہ

گئے دار فانی سے طامس ہدرلی — خدا خوش ہوا اونسے شام و سحر

ہوئے لیے سر جہد تاریخ شور
خدا نے دیا خلد کی گھر مین گھر
۱۸۹۱

قطعہ تاریخ وفات طامس ہدرلی صاحب از نتائج طبع

مرزا وحید الدین حیدر صاحب تخلص ملک رئیس
موضع منوٹہ ضلع میرٹھ

شور صاحب کے اک دوست ہین صاحب اونکی رحلت کی کوئی کہیے وصل تاریخ

بے تامل کہا دل نے کہ چمن میرٹھ کا
لٹ گیا حیف ملک تم لکھو تخل تاریخ
۱۸۹۱

قطعہ تاریخ وفات مس اڈورڈ جونس صاحب رئیس
قدیم میرٹھ حال انسپکٹر پولیس ضلع مین پوری واقع
۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۲ از شور صاحب

مس جونس باشندہ لکھنو — ہوئی جنکی شادی تھی با کر و فر
ہین میرٹھ کے وہ اک قدیمی رئیس — تھی جنکی یہہ میم رشک قمر
غرض تھی حلیمی و خوش نیتی — یہہ وصف اوسکے حصہ مین تھی سربسر
حیا اور عصمت مین تھی بے نظیر — تھی عفت مین مشہور اور خوش سیر
سوا ان کے تھین خوبیان بے شمار — نہین ہوتی دنیا مین ایسے بشر
جوانی کے دن اور افسوس ہائے — تھی اونتیس ۲۹ سن عمر تھی مختصر

کہ اس دار فانی سے رخصت ہوئے — کیا جانب جاودانی سفر
غضب اور یہہ حسرت کہ بس خورد سال — نشان چھوڑے ہین تین لخت جگر
ہے اس غم سے وہ کون دنیا مین آج — جو روتا نہو زار شام و سحر
کہا لے سر جہد ہاتف نے شور
خدا دیوے اوسے بخشتا ہے اچھا گھر

قطعہ تاریخ انتقال ناظر خوشوقت علی صاحب تعلقہ دار سہول وغیرہ ضلع علیگڈہ از شور صاحب

گئے جبکہ جنت کو خوشوقت علی — فرشتے بھی دیکھہ اونکو سب خوش ہوئی
گذاری تمام عمر اچھی طرح — رہے زندہ دل عیش ہی سب کئے
ہمارے تھے محسن بزرگونکی دوست — بہت اونکے احسان ہم پر رہے
محلہ کی رونق گئی اونکے ساتھ — بشر ایسے پیدا بہت کم ہوئے
خدا نے بلایا اونہین اپنے پاس — مکان خلد کے اونکو سب دیدیے
ہوئی فکر تاریخ اون کی مجھے — فرشتے یہہ بے ساختہ بول اوٹھے
لکھو فخر سے شور صاحب یہہ تم

مشیر خداوند وہ وہان ہوئے

قطعہ تاریخ وفات محمد موسیٰ ٹھیکہ دار سرکار رئیس صدر بازار میرٹھ

حیف محمد موسیٰ دنیا سے گئے — دوستوں کو بس ہوا رنج والم

عمر ساری گذری کاروبار مین — اور رہا حق کا ہمیشہ ہی کرم

وقت آخر نام حق تہا در لب — فکر سب دنیا کی تہے نقش قدم

بے سر افسوس لکھہ تاریخ شور

مل گیا اونکو گل ہی باغ ارم

۱۳ھ

قطعہ تاریخ وفات نواب احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر میرٹھ

از شور صاحب زمیندار

شہر میرٹھہ مین تہی جو عمدہ رئیس ابن رئیس — صاحب خلق و کرم محو وفا عالی ہمم

وضع اور طرز مروت کو تہی جنسے عزت — شان و انداز و حیا جنکی کرم سی اکرم

شوکت و حشمت و دولت کو تہا جنسے اعزاز — سادگی جنکی ہمیشہ سے رہی خاک قدم

احمد اللہ خان تہا اسم گرامی انکا — ذات پر فیض سے تہا انکی ہر اک شاد و ام

ایک مدت سی تہے عزلت مین بیاد خالق
ہے صد افسوس گئے سوی جنان دنیا سی

چہوڑ کر سب غم و اندوہ جہان کو خورم
کون ہمبرٹھ مین وہ ہی جسکو نہین اونکا الم

سر او ٹہا شور بکا سے یہہ ہی تاریخ لکہو
گئے دنیا سے یہہ کیا ہای رئیس اعظم

قطعہ تاریخ جوان مرگ سید محمود علی رئیس دہلی طالبعلم درجہ اول مدرسہ محمدن علیگڈہ

گئے محمود علی دنیا سے افسوس
جوان چوبیس سالہ تہے ابہی وہ
علی گڈہ مین ہی گہرام اس ستم کا
خدا پس ماندون کو دی صبر اونکے

علی گڈہ کے وہ سید نیک کردار
نہ دیکہا زیست کا کچھ کیف زنہار
بہنے طوفان جہان کے دیدۂ زار
دعا ہے شور کی ہر وقت سر بار

ندا ہاتف سے ہے باغ جنان رب
عطا فرمائے اور رحمت ہو اظہار

قطعہ تاریخ مرگ ناگہان نواب صفدر علیخان جنت آرامگاہ گیتی پناہ برادر نواب مغفور والی رامپور از فکر شر زدر مستر شور مولف دیوان ہذا

رامپور مین جو تھے اک عمدہ رئیس اور نواب
صاحب خلق و کرم اہل وفا عالی ہمم

فیض و بخشش کو تھا جنسے کہ شرف اور اکرام
شان اخلاق و کرم جنکی تھی خاک قدم

شوکت و حشمت و اجلال کو تھا جن سے فروغ
دولت و جود و عطا جنکی تھی تابع ہر دم

کہتا تھا جنکو جہان صفدر علیخان صاحب
ذات پر فیض سے خوش جنکی تھا سارا عالم

ہے صد افسوس گئی سوی جنان دنیا سے
رامپور مین وہ بشر کون ہے نہیں جسکو یہ غم

شور ہے شور سر چرخ سے آئی ہے ندا
مرے کلکتہ مین کیا ہاے رئیس اعظم

۱۳۰۱ھ

ولہ

ہے صفدر علیخان کا ماتم بلا
ہوا روز روشن بھی جس سی سیاہ

نہین شور غم اس سے بڑھ کر کوئی
خدا ہے گواہ و خدا ہے گواہ

۱۳۰۱ ہجری

قطعہ تاریخ وفات اقبال بیگم زوجہ منور حسین صاحب رئیس شہر علیگڈھ

از شور صاحب

ہوئین فوت اقبال بیگم جو ہائے
نظر آیا ماتم مین عالم سیاہ

تھین منکوحہ زوجہ منور حسین
ہوئی رنج مین انکی حالت تباہ

غم خانہ بربادی ہے اسقدر | ہے دل کو خبر یا خدا ہے گواہ
تہا شنبہ کا دن اور صفر کی یکم | ملی خلد مین اونکو جائے پناہ

سرجان سے ہر اک ہوا غمزدہ
کہا شور کرکے غم مرگ آہ
۱۲۹ھ

قطعہ تاریخ رحلت سید نجم الدین خان زمیندار و رئیس سردہنہ ضلع میرٹھ

گئے نجم الدین خان دنیا سے جیسدم | اسیر درد و غم عالم ہوا سب
نہ چھوڑا کوئی گھر پر ہای وارث | کہ اسکی سب کو ہے حسرت بڑی اب
رہے اس عالم فانی مین سی سال | زوال عمر مین پھر آیا کوکب

دعا ہے ہر بشر کی شور نزات
عطا اونکو کرے باغ جنان رب
۱۲۹ھ

قطعہ تاریخ مرگ مفاجات محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر ضلع علیگڈہ

علیگڈہ مین تہے جو کہ ڈپٹی کلکٹر | محمد کریم اونکو کہتی تہی خلقت
تہے مقبول حق اور ہر دل عزیز | کہ راضی تہے اونسے وہانکی رعیت

اور انصاف بہی اونکا مشہور تہا بس
بریلی کو جب وہ مبدل ہوئے تہے
یکایک اجل نے اونہیں آکے پکڑا
قدم ایک رکھا تہا گاڑی کے اندر
کہ اتنے مین گھبرایا جو اونکا جی بس
لٹایا وہین فرش پر ریل کے لا
کری فکر تاریخ جب شور نے بہی

کسیکی نہ رکہنے نہی وہ رو رعایت
علیگڈہ کے احباب سی ہو کے رخصت
نئی ریل مین اونکو جانیکی مہلت
ملے دوسرے کو نہ اوٹہنے کی طاقت
پکڑ رہا تہہ نوکر نے اونکو بدقت
ہوا ایک دم مین ہی بس کام بہی رخصت
سبہون نے کہا اسکو لکہئے بہ عجلت

سر بام گردون سے آئی ندا یہہ
ہوئی اونکی وہان مغفرت کیا بہ عزت
۱۸۹۲

قطعہ تاریخ وفات جنابہ بیگم صاحبہ بہشت نصیب یعنی
مسس جین الکزانڈر صاحب مرحوم عرف میجر سوائی سکندر صاحب
افسر فوج راجہ صاحب بہادر گوالیار واقع ۱۲ ماہ اپریل ۱۸۹۳
از شور صاحب

وہ بیگم سکندر وہ عالی جناب
رہے تازہ جن سے جہان کے قلوب

گیئن دار فانی سے افسوس ہے ہوا اب روا ہمکو صبر ایوب

سر ہوش اور ڈر کر یہہ تاریخ پائی

ملا شور اونہین خانہ خلد خوب

قطعہ تاریخ وفات مستر جمبس آڈہ صاحب رئیس میرٹھ خاندان میجر اسکنر صاحب مرحوم

ہوا سخت ماتم جمبس آڈہ کا گئے چہوڑ ہستی کی جب وہ سرائے

یعمر جوانی سن سئے و پنج بسوے عدم ہو گئے رہگرای

جدا چہوٹے بچے ہوی اور میم اور نہین صبر بخشے وہ بر حق خدائے

تہی مدت سے ہمسایہ یہہ شور کے ہوا رنج و غم اونکو سب سے سوائے

لکہی ہے یہہ تاریخ فوت

ہوا کیا غضب آج یہہ ہائے ہائے

تہنیت یوم کلان مبارک واقع ۲۵ ماہ دسمبر ۱۸۹۳ع ان شور صاحب

ہے جلوہ گر جو آج بڑا دن جہان مین نور خدا عیان ہے زمین آسمان مین

پیدائش مسیح کا ہے روز عید آج — یہہ روشنی اوسیکی ہے کون و مکان مین
اوسکے قدم سے ہوگیا سرسبز باغ دہر — پھولی پھرین ہین بلبل و گل گلستان مین
روح اللہ جسکو کہتے ہین اوسکا نام ہے — یہہ اسم بامسمیٰ ہوا اوسکی شان مین
شافع گناہگارون کا ہوگا وہ ایکدن — آئی صدا فلک سی یہہ عالم کے کان مین
جام سرور آج پیو شور تم ضرور — ہردم رہو مسیح کے حفظ و امان مین

فضل خدا ہی تمپہ رہے رات دن مدام
پیر ضعیف تم ہی ہوا ب خاندان مین

واقعہ تاریخ انتقال شور صاحب رئیس و زمیندار

خلیق و صاحب تصنیف شور صاحب ہے — نظیر جنکا ہے سارے جہان مین نایاب
ستم ہوا ہوئے اجل کمال خاک بسر — برنگ برق ہین اہل سخن کے دل بیتاب
پری کے سایہ سے نفرت تھی جنکو سونے مین — عروس مرگ سے افسوس ہوگئے ہمخواب
ہزار حیف دماہ کمال و ظلمت گور — ہزار حیف و جسم لطیف و فرش تراب

لکھی حسن نے یہی تاریخ اس شہ غم کی
چھپا زمین مین بس آفتاب عالم تاب
ہجری ۱۲ ۱۱

واقعہ شور صاحب

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نگئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نگئے
تہا کون سا نخل جسنے دیکہی نہ خزان	وہ کون سے گل کہلے جو مرجہا نگئے

مسٹر جارج پیش صاحب شور زمیندار ہرچندپور افسوس کا مقام کہ ۲۳ فروری ۱۸۹۳ء کو دو تین دن مین بیمار رہکر راہی عالم جاودانی ہوئے۔ تمام شرفار شہر میرٹھ عموماً اور شعرائے نامدار اور زباندانا عالی وقار کو خصوصاً اس برگزیدہ صفات کا وہ قلق ہوا کہ تحریر کے اندازہ سے باہر ہے۔ خندہ روی خوشمزاجی۔ خوش خلقی مین یہ نادرہ روزگار عدیم المثال تہا۔ شعرگوئی شعرفہمی فصاحت بیانی۔ ظرافت لسانی مین اپنا آپ ہی نظیر تہا۔ ہندوستانی وضع دلپسند تھی۔ رتھ کی سواری بہت مرغوب تھی۔ اراکین اور عمائد شہر سے بہت برتاؤ تہا ہنوز و اہل اسلام سے ملنا قدیمی شعار تہا۔ بندہ ضبط نے جو قطعات تاریخ وفات تحریر کیے ہین درج ذیل ہین

قطعات تاریخ سنہ عیسوی

حسرتا جارج پیش صاحب شور	رخت ہستی بسوے عقبےٰ برد

حیف صد حیف کردہ ریکدم	تا دن مرگ استخوانش خُرد
خواب گردید آن تن آسانی	تنگئے گور دست و پاش فشرد
با دلِ زار این خرابہ دہر	جائے مے خورد حیرہا سے درد
نعرہ وائے مے برآید ضبط	شاعر نکتہ سنج شہرہ بمرد

۱۲۹۴

ایضاً

شاعر خوش خیال شوداے ضبط	گشتہ در لحد بے نشان اے وائے
از دل خلق این ندا آمد	شور برخاست از جہان ای وائے

۱۲۹۴

دیگر

مرگ سے جارج بیش کے ہر سمت	جوش آہ و فغان تھے شور ہوا
ضبط سر پیٹ کر سخن بولا	وائے رخصت جہان سے شور ہوا

دیگر

مر گئے جارج بیش شور اے ضبط	زندگی پر ہے کسکا زور چلا
دونون ہاتھون سے چھوڑ کر دنیا	چارسو شور اوٹھا کہ شور چلا

قطعات تاریخ سنہ ہجری

شاعرِ ذی علم مسٹر جارج پیش — آج رخصت ہو گئے واحسرتا
سانس لینے تک کی بہی فرصت نہ دی — موت تو نے کیا کیا واحسرتا
پانچ دیوان جسکے شایع ہو چکے — اسکا نامہ طے ہوا واحسرتا
تھی چھٹے دیوان کی فکر انطباع — ساتوین ہے مثنوی واحسرتا
شعر فہم و شعر گوئ و شعر خوان — ہائے یہان سے چلدیا واحسرتا
پیر تھا لیکن طبیعت تہی جوان — نام ہی باقی رہا واحسرتا
زندگی کا کچھ نہین ہے اعتبار — ہے جہان دارِ فنا واحسرتا

ہونٹ کاٹے اے ضبط سر کاٹے کوئ
شور دنیا سے چلا واحسرتا ۱۳۱۱

دیگر

شور کے مرنے کی خبر سنکر — شاعرون کو ہوا کمالِ محن
ضبط آتے ہی ہر طرف سے صدا — مرگیا وائے بادشاہ سخن ۱۳۱۱

دیگر

شاعر نکتہ فہم شور اے ضبط — حسرتا نقدِ جان بمرگ سپرد

عیشش بیدل شدہ از حسرت وغم گفت تاریخ شور شاعر مرد ۱۲ ۱۱ھ

دیگر

شور شیرین کلام بادل تلخ ہائے اے ضبط شد بسوئے گور
لب جانی از الم ہمے گوید واقعہ جارج پیش صاحب شور ۱۲ ۱۱ھ

تاریخ

جارج پیش آن شور صاحب باکمال مالک ملک سخن طبعش بزور
عادل و باذل دلا در رحم دل کز ہیبتش مار بوسد پائے مور
روز جمعہ بست و دویم فروری استراحت کرد در آغوش گور
سال رحلت عیسوی بنوشت داغ اہل عالم کرد ماتم شور شور ۱۸۹۴ء

خاتمہ - الحمد لواہب العطایا - اس شور نے کیا مزہ چکھایا - سبحان اللہ اُس قادر بیچون نے اپنی قدرت کاملہ سے باغ جہان مین کیسے کیسے رنگ برنگ کے پھول پیدا کیے پھر اون پر ہزار جان سی بلبلو نکو شیدا کیا اور اونکی طرب افزا شور سے عاشق مزاجان رنگین مزاج کو مسرور کیا - اب ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز یہ واقعہ ہے کہ مسٹر جارج پیش صاحب بہادر متخلص بشور جنکے شعر و سخن کا زمانہ مین شور ہی زیادہ تر یہ تعجب ہے

کہ صاحب بہادر یورپ مین پہر اُردو زبان کے محاورات کا نبہاوٗ اور عروس مضمونکا در شعر و سخن سے بنہاوٗ اور طبیعت کا لگاوٗ۔ واقعی وہم و خیال سے باہر ہی جسکی پوری کیفیت کا اظہار کرنا گویا دریا کو کوزہ مین بند کرنا ہی صاحب موصوف کے چھہ دیوان اور ایک مثنوی ہی جسکی ہر سطر نظم ثریا کی لڑی سے فن شاعری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا جناب مسم صاحب جنکا تعلق ایسی ذی فہم نکتہ سنج سے ایک مدت مدید تک رہا ہے کیون نہ صحبت کا اثر ہو کمال ذوق شوق بہی یہی مد نظر ہوا کہ چہٹا دیوان اور مثنوی جو زیور طبع سے عاری ہی طبع ہو کر شاہد معانی کا ہر خاص و عام کو جلوہ دکھائے مثنوی کیا ہی گویا صاحب موصوف کی سوانح عمری کا ایک مختصر فوٹو ہے مگر افسوس کہ ناتمام ہے جو ایک زیور طبع سے آراستہ ہے اسکی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے صاحب موصوف کی رحلت کا مختصر حال یہہ ہی کہ بتقریب شادی بتاریخ ۷ فروری ۱۸۹۴ء یہ خاکسار مع جناب مسٹر جمس اسکنر صاحب بہادر بمقام دہلی تشریف لیگئے وہان ایک ہفتہ تک قیام کرنے کا اتفاق ہوا اسی اثنا مین درد جگر پیدا ہوا چنانچہ اسی حالت مین دہلی سے بتاریخ ۱۶ فروری ۱۸۹۴ء میرٹھ کو مراجعت فرمائی ہر چند علاج کیا مگر لا علاج رہا بقول شخصیکہ مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی بتاریخ ۲۲ فروری ۱۸۹۴ء کو اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی دیوان مثنوی یادگار انام ہی جس سے زمانہ مین نام ہی اور ہمیشہ رہیگا۔ شعر و سخن سے زمانہ مین رہتا ہی نام۔ بس اشفاق سے مختصر یہہ کلام

خاتمۃ الطبع الٰہی خدا تیری حکمت و قدرت کے قربان تیری بے نیازی کے شان کے تصدق تو عجب قادر و توانا ہے
تو عجب دانا و بینا ہے تیری خدائی کے راز کسیکے سمجھ مین نہ آئے تیرے رمز و اسرار کسینے نہ پائے کل جہان بہار تھی
آج وہان خزان ہے چار دن ہوے جو شاد و خرم تھا آج وہ حیران و پریشان ہے کبھی کچھ رنگ ہے کبھی کچھ سامان ہے
عجب قدرت اور عجب شان ہے یا دہ دریائے کرم ابر کرم مجمع جود اتم اخلاق مجسم بحر نوال بدر الکمال صاحب
جاہ و جلال نازک سخن محاورہ دان فصیح بیان سحر نگار یادگار روزگار غربت رسیدہ ہنر مسٹر جارج پیش [illegible]
شور رونق بزم امارت و سخندانی تھا چراغ انجمن قدرشناسی و قدردانی تھا یاد اونکی مفارقت کا داغ ہمارے جگر پر ہے
اور اونکی رحلت کا الم دل پر ہے چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا ہزارون بلبلونکی فوج تھی ایکشور تھا غل تھا
خزان کی دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ تھا یہان گل تھا ۔ ۲۲ فروری سنہ [illegible] کو جب
یہ آفتاب برج شوکت و جاہ غروب مین آیا اور اس جہان فانی سے رحلت کی عیش احباب منغص ہوا بزم شعر و سخن
برہم ہوئی مینے ہرچند اپنے دلکو تھامنا اور صبر کرنا چاہا لیکن کسیطرح تسکین کی صورت نظر نہ آئی تب میری مخدوم
مکرمہ میم صاحبہ بہادر نے عین مکرمت سے ارشاد فرمایا کہ دیبی پرشاد صاحب بہادر کا چھوٹا دیوان (شور قیامت) اور
ایک مثنوی اردو زبان کی جو زیور طبع سے عاری ہے درستی کرکے چھپوا دو تاکہ تمہارے آقا کی نامداری کی [illegible] نشان
یادگار باقی رہے چونکہ یہ عاصی دیبی پرشاد ولد رسا نگر ام قوم مہاجن ساکن قصبہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible]
ملازم اسی دربار کا تھا مجکو باوجود کم لیاقتی و کم فرصتی کے میم صاحبہ کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہوئی نہایت [illegible]
سے مینے دیوان اور مثنوی کو ترتیب دیکر طبع کرا دیا ہیچمدانی کی [illegible] آرزو ہے کہ اگر کہین غلطی ہو معاف فرمادین

تمام شد ۔ بمعرفت شیخ گلن صاحب کے نام نامی مطبع ہاشمی مین طبع ہوا ۔ بقلم ناقص رقم عبد الرزاق